عطایا القدیر فی حکم التصویر

تصویر کا حکم

از: اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ
ترجمہ: جانشین حضور مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری

الرضا مرکزی دار الاشاعت
۸۲ سوداگران - بریلی شریف

عطایا القدیر فی حکم التصویر

مصنفہ

شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ فی الارضین مجدد دین وملت اعلیٰحضرت
مولانا مفتی قاری الحاج امام احمد رضا خاں فاضل

بریلوی قدس سرہ

مُتَرجِم

جانشین حضور مفتی اعظم فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت
مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ

ناشر

الرضا مرکزی دارالاشاعت ۸۲ سوداگران رضا نگر
بریلی شریف

نام ــــــــــــــــــــ العطایا القدیر فی حکم التصویر

مصنف ــــــــــــــــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

مترجم ــــــــــــــــــــ فقیہ اعظم جانشین حضور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ مدظلہ العالی

مرتب ــــــــــــــــــــ مولانا مفتی محمد مظفر حسین قادری رضوی کٹیہاری

کتابت ــــــــــــــــــــ مولانا محمد صابر عالم راقب کٹیہاری۔

ناشر ــــــــــــــــــــ الرضا مرکزی دار الاشاعت ۸۲ سوداگران بریلی شریف

تعداد ــــــــــــــــــــ ۱۱۰۰

سن طباعت بار دوم ــــــ ۱۹۹۶ء

ماہ صفر ۱۴۱۷ھ

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

پیش لفظ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو اس دنیا فانی سرزمین بریلی محلہ جھولی میں پیدا ہوئے ۴ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم فرمایا۔ دیگر علوم و فنون دوسرے اساتذہ کے علاوہ اپنے جلیل القدر والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے گھر پر ہی حاصل کئے۔ تیرہ (۱۳) برس دس (۱۰) ماہ پانچ یوم کی عمر میں علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل فرما کر ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اس کے بعد ذاتی مطالعہ سے بہت سے علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ جدید تحقیق کے مطابق امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی تقریباً ۱۰۰ علوم و فنون پر کمال و دسترس رکھتے تھے اور ہر علم و فن میں ان کی یادگاریں موجود ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے زمانے کے علماء کرام و عرفاء عظام میں نہایت ممتاز تھے علماء عرب نے آپ سے سندیں لیں اور شرف تلمذ حاصل کیا آپ نے تقریباً ہزار کتب تصنیف فرمائیں جن میں فتاوی رضویہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" نمایاں شان رکھتی ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا معمول ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب زیادہ تفصیل سے دینا ہو تو اس کو مستقل رسالہ بنا دیتے ہیں اور باقاعدہ اس کا نام تاریخی رکھتے ہیں یہ نام اس قدر موزوں، مناسب اور واقع کے مطابق ہوتا ہے کہ پڑھنے والا امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی دسترس اور رسائی پر حیران رہ جاتا ہے

ہر نام میں مندرجہ ذیل چار خصوصیات مشترک ہوتی ہیں

۱:۔ ہر نام عربی میں ہوتا ہے خواہ رسالہ کسی زبان کا ہو۔

۲:۔ ہر نام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے اور دونوں حصوں کا آخری حرف ایک ہی ہوتا

ہے یعنی سجع کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے

۳:- ہر نام اسم با مسمّٰی ہوتا ہے یعنی نام ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس رسالے کا موضوع کیا ہے۔

۴:- ہر نام تاریخی ہوتا ہے یعنی ابجد کے حساب سے اگر اسکے حروف کے اعداد نکالے جائیں تو ان کا مجموعہ اس سن پر دلالت کرتا ہے جس میں وہ رسالہ لکھا گیا۔

مثال کے طور پر اسی رسالہ کو لے لیجئے عطایا القدیر فی حکم التصویر اس کے نام سے اس مسئلے کی تحقیق ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا فوٹو کے عدم جواز میں یہ مدلل ومفصل رسالہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تصویر کی حرمت کو احادیث واقوال علماء سے ثابت فرمایا ہے تصویر کی حرمت کی حدیث حدیث متواتر ہے۔ اور اس حدیث کو ۱۸ سے زیادہ محدثین کرام نے اپنی تصنیف میں نقل فرمایا ۲۱ سے زیادہ صحابہ کرام وتابعین سے مروی اور چالیس سے زیادہ فقہ کی معتبر کتابوں سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ عوام کی آسانی کے لئے فقیہ اعظم تاج الشریعہ استاذی ومولائی حضرت مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند صدر مفتی مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف نے عربی عبارت کا سلیس بامحاورہ ترجمہ کر دیا ہے اور ازیں قبل اس رسالہ کو مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نے اختر بکڈپو سے شائع کیا تھا۔ لیکن جگہ جگہ سے عربی عبارت کا ترجمہ غائب تھا اس لئے چھوٹے ہوئے عربی عبارت کا ترجمہ حضور ازہری میاں نے دوبارہ فرمایا۔ اور اس جدید ایڈیشن کی اشاعت کا شرف الرضا مرکزی دار الاشاعت ۸۲ سوداگران بریلی کو حاصل ہے اس ادارہ کا قیام عمل میں آچکا ہے اور یہ ادارہ زیر سرپرستی جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ اور زیر نگرانی مولوی عسجد رضا خاں قادری چل رہا ہے اور اس ادارہ کے اغراض ومقاصد یہ ہیں علماء اہلسنت کی کتابوں کی ترویج واشاعت بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیف کو شائع کرنا اور عوام تک پہونچانا ہے

محمد مظفر حسین رضوی کٹیہاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلیٰ الہ وصحبہ المکرمین عندہ ۔ مسئلہ: از احمد آباد محلہ جمال پور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب ۲۹ صفر ۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹو گراف کی ۲۰، کو بک رہی ہیں اور نمونہ اصلی خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں یہ فوٹو حضرت پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہٗ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں ۔ اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں اور جس مکان میں یہ فوٹو ہوگا اس میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا بیاناً شافیاً و توجروا اجراً وافیاً ۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،

الحمد للہ الخالق الباری المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم نقیرہ وقطمیرہ وقضی بالعذاب وشدید العقاب علی الذین یضاھئون خلق اللہ فلیخلقوا ذرۃ او یخلقوا شعیرۃ والصلاۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان وحرم التصویر صغیرہ وکبیرہ وجعلہ کبیرۃ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلاۃ وسلاماً

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پیدا فرمانے والا صورت بنانے والا ہے جس نے ہماری اچھی صورتیں بنائیں اور اکیلے تمام عالم کو اس کی باریک سے باریک چیز کو پیدا فرمایا ۔ اور ان لوگوں پر جو اس کی پیدا کی ہوئی چیز کی مشابہت کرتے ہیں سخت عذاب وشدید عقاب مقدر فرمایا یہ خلق اللہ کی مشابہت کرتے ہیں تو ایک ذرہ یا جو کا دانہ پیدا کر تو دیں اور درود وسلام نازل ہوں ان پر جو اصنام کو مٹاتے ہوئے آئے اور جنہوں نے چھوٹی بڑی تصویروں کو حرام فرمایا اور اسکو گناہ کبیرہ بنایا اور ان کی آل واصحاب پر اور ان کے فرزند مکرم غوث اعظم پر اور تمام امت پر ایسا درود وسلام جو انکی قدر ومنزلت کے شایاں ہوے

تواز بان عزه و توقيره - رب اني اعوذبك من همزات الشياطين و اعوذبك رب ان يحضرون

میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کے وسوسے سے اور تیری امان چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس نہ آئیں۔

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوں ہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں۔ اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہ

وقالوا لاتذرن الهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا کی تفسیر میں ہے قال كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما اهلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت -

اور قوم نوح نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو اور ہرگز ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو اور یہ قوم نوح کے نیک مردوں کے نام تھے۔ جب یہ لوگ وفات پاگئے تو شیطان نے انکے بعض رشتہ داروں کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ انکی نشست گاہوں میں انکے مجسمے کھڑے کردو تو انھوں نے ایسا ہی کیا پھر جب تک ان رشتہ داروں نے وفات نہ پائی ان کی عبادت نہ ہوئی جب ان کی وفات ہوئی اور علم چلا گیا تو انھیں پوجا جانے لگا۔

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المہلب سے راوی

قال كان ود رجلا مسلما وكان محببا في قومه فلما مات عسكروا حول قبره في ارض بابل وجزعوا عليه فلما راى ابليس جزعهم عليه تشبه في صورة انسان ثم قال ارى جزعكم على هذا فهل

ود ایک مسلمان شخص تھا اور اپنی قوم میں محبوب تھا جب اسکا انتقال ہوا تو لوگوں نے ارض بابل میں اس کی قبر کے گرد پڑاؤ ڈالا اور اس پر نوحہ کیا تو جب ابلیس نے انکی زاری کو دیکھا تو انسان کا روپ دھارا اور کہا کہ میں اس شخص پر زاری دیکھتا ہوں تو کیا میں تمہارے لئے اس کی تصویر بنادوں جو تمہاری

لكم ان اصور لكم مثله فيكون
في ناديكم فتذكرونه به قالوا
نعم فصور لهم مثله وضعوه
في ناديهم وجعلوا يذكرونه فلما
راى ما بهم من ذكره قال هل
لكم ان اجعل لكم في منزل كل رجل
منكم تمثالا فيكون في بيته فتذ
كرونه قالوا نعم فصور لكل اهل
بيت تمثالا مثله فاقبلوا فجعلوا
يذكرونه به قال وادرك ابناؤهم
فجعلوا يرون ما يصنعون وتناسلوا
ودرس امر ذكرهم اياه حتى
اتخذوه الها يعبدونه من دون
الله قال وكان اول ما عبد غير
الله في الارض هو الصنم الذي
سموه ود

بیٹھک میں ہوتا کہ تم تصویر سے یاد کرو ان سب نے
کہا ہاں بنادو چنانچہ اس نے تصویر بنادی اور انہوں
نے اُس کو اپنی بیٹھک میں رکھا اور ود کی یاد کرنے
لگے جب شیطان نے اس کی یاد کا یہ عالم دیکھا تو یہ کہا
کیا میں اس کی تصویر ہر شخص کے گھر میں رکھدوں کہ
اس کے گھر میں رہے تو تم سب اس کو خوب یاد کروگے
انہوں نے کہا ہاں رکھدو تو اس نے ہر گھر میں ایک
مجسمہ بنادیا تو یہ لوگ اس مجسمہ کو دیکھکر ود کی یاد کرتے
پھر ان کے بیٹے آئے۔ انھوں نے وہ سب کچھ دیکھا
پھر ان کے بیٹے آئے اور اب ود کی یاد پرانی ہوگی
یہاں تک کہ اس کو خدا بنالیا جسے اللہ کے سوا پوجتے
تھے اور روئے زمین پر سب سے پہلا صنم جو پوجا
گیا وہ یہی ود نام کا صنم تھا۔

نیز صحیحین بخاری ومسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

لما اشتكى النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم ذكر بعض نسائه كنيسة
يقال لها مارية وكانت ام سلمة وام
حبيبة رضي الله تعالى عنهما اتتا
ارض حبشة وذكرتا من حسنها و
تصاوير فيها فرفع صلى الله تعالى
عليه وسلم راسه فقال اولئك
اذا مات فيهم الرجل الصالح

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض ہوئے آپ
کی بعض بیویوں نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام
ماریہ تھا اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سرزمین حبشہ میں آئی تھیں جو انہوں نے حبشہ کا
حسن اور اس میں تصویروں کا ذکر کیا تو حضور نے اپنا
سر اٹھایا پھر کہا ان لوگوں میں جب نیک آدمی مرتا
ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنادیتے ہیں پھر اس
کی

بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصور اولئك شرار خلق الله

یہ تصویریں بناتے ہیں یہ اللہ کی بدترین مخلوق ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

صوروا فيه تلك الصور الى صور الصلحاء تذكيرا بهم وترغيبا فى العبادة لاجلهم ثم جاء من بعدهم فزين لهم الشيطان اعمالهم وقال لهم سلفكم يعبدون هذه الصور فوقعوا فى عبادة الاصنام۔

یعنی نیکوں کی تصویریں بناتے تھے تاکہ انہیں دیکھ کر اللہ کو یاد کریں اور عبادت میں رغبت ہو پھر ان کے بعد کے لوگ آئے تو شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا اور کہا تمہارے اگلے ان تصویروں کو پوجتے تھے پھر وہ صنم پرستی میں پڑ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ

لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولا صورة رواه الائمة احمد والستة والطحاوى عن ابى طلحة والبخارى والطحاوى عن ابن عمر وابن عباس ومسلم وابوداود والنسائى والطحاوى عن ام المومنين ميمونة ومسلم وابن ماجة والطحاوى عن ام المؤمنين الصديقة واحمد ومسلم والنسائى والطحاوى وابن حبان عن ابى هريرة والامام احمد والدارمى وسعيد بن منصور وابوداود والنسائى وابن ماجة وابن خزيمة وابو يعلى والطحاوى وابن حبان والضياء والشاشى

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس حدیث کو امام احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین نے روایت کیا (بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی) نے حضرت ابوطلحہ سے اور بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور مسلم ابوداؤد، نسائی اور طحاوی حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور امام مسلم، ابن ماجہ اور طحاوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ اور احمد، مسلم، نسائی، طحاوی، ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ امام احمد، دارمی، سعید بن منصور، ابوداؤد

والبونعیم فی الحلیۃ عن امیر المؤمنین علی والامام مالک فی الموطا والترمذی والطحاوی عن ابی سعید الخدری واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر عن اسامۃ بن زید والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد فصلنا ھا فی فتاوانا۔

نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ ابویعلی طحاوی وابن حبان، ضیاء، شاشی، اور ابونعیم نے حلیہ میں امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام مالک موطا میں اور ترمذی طحاوی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا اور امام احمد طحاوی، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت اسامہ بن زید سے اور طحاوی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ہم ان طرق حدیث کی تفصیل اپنے فتاوی میں کی ہے

اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کیجائیگی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سن چکے وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق اللہ فرمایا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھکر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلیٰ ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ اور حضرت بتول مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں جب کعبہ شریف میں تشریف فرما ہوکے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بنفس نفیس انھیں دھودیا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں قتل کرے۔

ھذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ وعمرو بن شیبۃ والامام

یہ مفہوم اس حدیث کا جو بخاری نے اپنی صحیح میں اور امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے اور امام احمد، ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے اور عمرو بن شیبہ، امام طحاوی

الطحاوی عن اسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کما فصلناہ فی فتاوانا

نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا جیسا کہ اس کی تفصیل فتاویٰ میں کی ہے

بادی النظر میں یہ شبہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا اور درمختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کردیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے ۔

حیث قال لوکانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی اومقطوعۃ الراس اوالوجہ او ممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ اولغیر ذی روح لایکرہ ،

تصویر زمین پر ہو اور اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہوکر دیکھنے والے کو اس کے تفصیلی اعضا صاف معلوم نہ دیں یا سر بریدہ ہو یا چہرہ بریدہ یا ایسا عضو مٹا ہو جس کے بغیر زندگی نہیں یا بے جان چیز کی ہو تو مکروہ نہیں ۔

اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے رد المحتار میں ہے

قولہ اومقطوعۃ الراس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا راس ومحی ۔

درمختار کا قول یا سر بریدہ ہو یعنی خواہ سرے سے نہ ہو یا سر ہو اور مٹا دیا گیا ہو، برابر ہے

اقول و باللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذری التحقیق یہاں یہ قول اس کا ہو سکتا ہے جس نے خدمت فقہ و حدیث نہ کی نہ اسے مقاصد شرع پر نظر ملی اولا مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت در ہی محل نظر ہے فقیر نے جس قدر کتب فقہیہ متون و شروح و فتاویٰ حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی بیان حکم میں اس تعمیم پر درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و درر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کا نشان نہیں ۔ عامہ کتب مثل ہدایہ[۱] و وقایہ[۲] و نقایہ[۳] و کنز[۴] و وافی[۵] و غرر[۶] و اصلاح[۷] و ملتقی[۸] و منیہ[۹] و نور الایضاح[۱۰] و ہدایہ[۱۱] و شرح وقایہ[۱۲] و برجندی[۱۳] و تبیین[۱۴] و کافی[۱۵] و درر[۱۶] و ایضاح[۱۷] و مجمع الانہر[۱۸] و مراقی الفلاح[۱۹] و فتح القدیر[۲۰] و عنایہ[۲۱] و خانیہ[۲۲] و خزانۃ المفتین[۲۳] و ہندیہ[۲۴] حتی کہ خود جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ میں

صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا۔ کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں اور خلاصہ[۲۷] پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار[۲۸] وحلیہ[۲۹] وبحر الرائق[۳۰] وجامع الرموز[۳۱] وغنیہ[۳۲] وصغیری وشرنبلالیہ[۳۳] وعبد الحلیم علی الدرر[۳۴] میں وجہ کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کے مثل ہے ذخیرۃ العقبیٰ[۳۵] وشلبی علی الزیلعی وحسن عجمی علی الدرر وسعدی[۳۶] آفندی علی العنایہ سے وہ مسکین علی الکنز[۳۷] حتی کہ سید ابو السعود ازہری نے بھی کہ در مختار سے کثیر الاخذ ہیں۔ زیادت سے اصلا تعرض نہ کیا۔ اقول اور ذکر وجہ حقیقۃً زیادہ نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرے پر آتا ہے گردن جدا کر دینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں۔ تو مقصود خلاصہ اس کا افادہ ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔

ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الراس	اگر تصویر سر بریدہ ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر چہرہ مٹا دیا تو یہ سر کاٹنے کے مثل ہے

ثم اقول دیگر اعضاء وجہ و راس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے ولہذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرے کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں ملوک نصاریٰ کہ سکے میں اپنی تصویر چاہتے ہیں۔ اکثر چہرے تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصد تصویر چہرے سے حاصل ہوتے ہیں۔

انما الشئ بمقاصدہ ۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی قال الصورۃ الراس فکل شئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ	شئ اپنے مقاصد سے ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سر تصویر ہے تو ہر وہ چیز جس کا سر نہ ہو تصویر نہیں۔

اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر

حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال ۔	جب مجسمہ سر کٹا ہو تو وہ مجسمہ نہیں ۔

بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذا کان راس الصورۃ مقطوعاً فلیس بتمثال لاجرم	یعنی امام محمد روایت کرتے ہیں یعقوب (امام ابو یوسف سے وہ (ابو یوسف) امام اعظم ابو حنیفہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا جب تصویر سرکٹی ہو تو مجسم نہیں ۔

لاجرم امام نسفی نے وافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں ۔

وھذا انصہ لوکان فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسہا کرہ ۔	آدمی کے سر کے اوپر چھت میں یا اس کے سامنے یا دائیں بائیں تصویر ہو جس کا سر کٹا نہ ہو تو نماز مکروہ ہے ۔

ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفوع نہیں واللہ تعالیٰ اعلم ثانیاً قول در مختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے تقریر اور خادمی نے حاشیہ میں تبعیت کی ۔

حیث قال مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضو لا تعیش بدونہ کالوجہ	سر کٹی ہونے سے مراد ہے ایسے عضو کا نہ ہونا ہے جس کے بغیر زندگی نہیں جیسے چہرہ

بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی ۔ مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اس کی طرف اشارہ سمجھا گیا ۔

اذ قال لو قطع یدیہا ورجلیہا لا ترتفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حی ۔	اگر تصویر کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹ دیئے جب بھی کراہت ختم نہ ہوگی اس لئے کہ کبھی انسان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جاتے ہیں اور وہ زندہ رہتا ہے ۔

علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح لکھا ۔

افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس ا	علامہ کمال ابن ہمام نے اس توجیہ سے یہ بتایا

لیس بقید بل المراد جعلها علی حالة لاتعیش معها مطلقاً ۔

کہ سر کٹی ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ مراد ایسی حالت بتانا ہے جس کیساتھ زندگی نہیں ۔

اقول اس استنباط میں نظر ظاہر ہے

فان حاصل کلام الفتح ان هذا امکروه لکونه علی حالة یعاش معها وکل ما کان کذا فهو مکروه و لایلزم منه ان کان ما هو مکروه فهو کذا فان الموجبة الکلیة لاتنعکس کنفسها و وجدت نظیره فی الهدایة اذ قال الطلاق علی ضربین صریح وکنایة فالصریح قوله انت طالق ومطلقة و طلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی لان هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غیره فکان صریحاً وانه یعقب الرجعة بالنص ولایفتقر الی النیة لانه صریح فیه لغلبة الاستعمال اه اقول فمناط الصراحة هو غلبة الاستعمال کما افاد اخراً فما لم یستعمل فی غیر الطلاق کان اولی بالصراحة فیه فلذا علل به

اس لئے کہ فتح القدیر کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ تصویر جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں، مکروہ وناجائز ہے اس لئے کہ وہ ایسی حالت پر ہے جس کے باوجود آدمی زندہ رہ سکتا ہے ۔ اور ہر وہ تصویر جو اس حالت میں ہو جس کے ساتھ ذو صورت زندہ رہ سکے، وہ مکروہ وممنوع ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مکروہ تصویر اسی حال پر ہو اس لئے موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا اور میں نے اس کی نظیر ہدایہ میں پائی اس لئے کہ ہدایہ میں فرمایا طلاق کی دو قسمیں ہیں صریح ۔ کنایہ ۔ تو صریح یہ ہے کہ آدمی کہے انت طالق ومطلقۃ: تو طلاق یافتہ ہے تجھے طلاق ہے اور طلقتک میں نے تجھے طلاق دی تو ان کلمات سے طلاق رجعی پڑتی ہے اس لئے کہ یہ الفاظ طلاق کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں کسی اور معنی میں استعمال نہیں ہوتے تو یہ الفاظ صریح ہیں اور صریح کے نص کے بموجب رجعت ممکن ہے اور صریح نیت کا محتاج نہیں اس لئے کہ غلبۂ استعمال کی وجہ سے وہ طلاق

الصراحة في الالفاظ الثلثة وهو
لايفيد ان ما يستعمل في غيره نادراً
لا يكون صريحا فيه وبالجملة
هو تحليل بما يتضمن العلة مع
شئ زائد يفيده من باب اولى
كذا ههنا مناط المنع هو الراس
ولو وحده فاذا كان جميع ما
يحتاج اليه للحياة باقيا تضمن
العلة مع شئ زائد افاد المنع
بالاولى قد تدافع بين كلامي
الهداية اولاً وآخراً وقد كان
افاده في الفتح نفسه اذ قال
ما غلب استعماله في معنى بحيث
يتبادر حقيقة او مجازاً صريح
فان لم يستعمل في غيره فاولى
بالصراحة فلذا رتب الصراحة
في هذه الالفاظ على الاستعمال
في الطلاق دون غيره اھ ثم
زعم التدافع مع انه قد
اندفع بما قرر ولله الحمد

کے معنی میں صاف ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں
اقول۔ تو صریح ہونے کا دار و مدار غلبۂ استعمال ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اخیر میں افادہ فرمایا لہٰذا
جو لفظ طلاق کے سوا کسی اور معنی میں مستعمل نہ ہو
وہ طلاق کے معنی میں بدرجۂ اولیٰ صریح ہوگا اسی
لئے تین الفاظ گزشتہ کے صریح ہونے کی یہی دلیل
بیان فرمائی تو کلام اس بات کا فائدہ نہیں دیتا
کہ ہر وہ لفظ جو طلاق کے سوا کسی اور معنی میں نادراً
بولا جاتا ہے وہ معنی طلاق میں صریح نہ ہو مختصر یہ ہے
کہ صاحب ہدایہ کا یہ کلام انکے دعوی کی علت اس طور
پر بیان کرتا ہے۔ جو علت کو شئی زائد کیساتھ متضمن ہو
اس شئی زائد کا افادہ بدرجۂ اولیٰ کرے اسی طرح ہمارے
اس مسئلہ میں تصویر کے ممنوع ہونے کا دار و مدار
سر ہے اگرچہ سر تنہا ہو تو جب کہ وہ تمام چیزیں جنکی
کیلئے حاجت ہے باقی ہوں علت حرمت شئی زائد کے
ساتھ شامل ہوگی اور یہ تصویر کی ممانعت کا بدرجۂ
اولیٰ فائدہ دیگا یہاں سے معلوم ہوا تو ہدایہ کے دونوں
اگلے پچھلے کلاموں میں تناقض نہیں اور خود فتح القدیر
میں اس مضمون کا افادہ فرمایا اس لئے کہ
انھوں نے صاحب ہدایہ کے قول کی توضیح میں فرمایا
کہ صریح وہ ہے جس کا استعمال کسی معنی میں اسطرح غالب
ہو کہ ذہن اسی کی طرف سبقت کرے عام ازیں کہ وہ
لفظ حقیقت ہو یا مجاز تو اگر دوسرے معنی میں مستعمل
نہ ہو تو بدرجۂ اولیٰ صریح ہوگا اسلئے تو ان الفاظ کے صریح

ہونے میں اس بات پر مرتب کیا کہ یہ الفاظ طلاق ہی میں استعمال ہوتے ہیں دوسرے معنی میں نہیں بولے جاتے۔ پھر صاحب فتح القدیر نے کلام ہدایہ میں تناقض کا گمان کیا حالانکہ تناقض ان کی اس تقریر سے مندفع ہوگیا جو انھوں نے کلام ہدایہ کی فرمائی وللہ الحمد۔

اسی طرز پر ایک بحث میں ان کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتی ہے اور ویسا ہی اس کا جواب ہے۔

حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلا ینفی الکراھۃ لان من الطیر ما ھو مطوق فلا یتحقق القطع بذلک کذا ذکروہ وھو قاصر علی الطیر و الظاھر ان الکراھۃ لا تنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الصنیع کما لا تنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیر ھذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبتہ شئ ساتر لھا من خیط اوغیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلتہ فلا تزول بہ الکراھۃ۔

تصویر میں سر کا ڈورے سے جسم سے جدا کردیا اس طرح کہ سر اپنی حالت پر رہے کراہت کو زائل نہیں کریگا اس لئے کہ بعض چڑیوں کی گردن میں کنٹھا ہوتا ہے تو اس سے جدا کرنا متحقق نہیں ہوگا علماء نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور وہ چڑیوں میں منحصر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت چڑیوں کے علاوہ دوسرے جانوروں میں بھی ایسا کرنے سے ختم نہ ہوگی تو دوسرے جانوروں کا مسئلہ دوسری توجیہ کا محتاج ہوگا اور شاید اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ زندہ جانور کی گردن پر کبھی کسی غرض سے ڈورا وغیرہ کوئی چیز باندھ دی جاتی ہے جو گردن کو ڈھک لیتا ہے ایسی صورت میں وہی چیز گردن کے بمنزلہ ہے لہذا اس کی کراہت زائل نہ ہوگی۔

ثم لما اقف علی انہ لو فصل | پھر مجھے اس صورت کے حکم پر اطلاع نہ ہوئی

بان نصفه الاعلیٰ والاسفل بخيط
صار كانه مقطوع شطرين هل
تزول الكراهة الظاهر انها لاتزول
كما في الراس نحو ما ذكرنا انفا
في الراس ولاسيما في الآدمي فان
ذالك يكون فيه بمنزلة شد
الوسط والله تعالیٰ اعلم ۔

جب تصویر کے نصف اعلیٰ اور نصف اسفل کو جدا
کر دیا جائے ڈورے سے اس طرح کہ آدھی
آدھی کٹی لگے کیا کراہت زائل ہو جائیگی بظاہر یہ
ہے کہ نہیں ہوگی جیسا کہ سر میں خصوصاً آدمی
میں اس لئے کہ ایسا کرنا اس کے حق میں کمر
باندھنے کے بمنزلہ ہوگا اسلئے کہ ایسا کرنا درمیان
حصے کو باندھنے کی منزل میں ہے ۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول والاتيان بلفظ الظاهر
في الموضعين من شدة ورعه
رحمه الله تعالیٰ والا فالحكم
مقطوع به فيهما ولا يتوهم احد
ان لو ربط خيط في عنق صورة
انسان او بهيمة او في وسطها
ذهب الحكم الشرعي وجاز
اقتناؤها ثم ليس حاصله
الا مثل ما في الفتح ان كل ما ينافي
الحياة ينفي الكراهة كما لايخفى
الا ترى ان كل ما لاينافي الانسانية
لاينفي الحيوانيه اذ لو بقي الحيوانية
لنافي الانسانيه وليس ان
كما ينافي الانسانيه لاينفي
الحيوانيه كالصهيل والنهيق
والتوهب فان كل ذالك ينافي

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول ۔ اور دونوں جگہ
لفظ ظاہر کو لانا مصنف کے کمال احتیاط کے قبیل
سے ہے ورنہ دونوں صورتوں کا حکم یقینی ہے
اور کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ اگر کسی آدمی یا چوپایے کے
گردن میں یا دونوں کے کمر میں ڈورا باندھ دیا
جائے تو حکم شرعی باقی نہ رہے گا (ممانعت باقی
نہ رہیگی) اور اس تصویر کو رکھنا جائز ہے پھر اس
کلام کا حاصل اسی مضمون کی طرح ہے جو فتح القدیر
میں مذکور ہوا یعنی ہر وہ صورت جو حیات کے
منافی نہیں ہے وہ کراہت کی نفی نہ کریگی اور اس
سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وہ صورت جو حیات کے
منافی ہے وہ کراہت کے منافی ہے جیسا کہ پوشیدہ
نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کیا تمہیں معلوم نہیں
کہ ہر وہ شئی جو انسانیت کے منافی نہیں وہ حیوانیت
کے منافی نہیں ۔ اس لئے کہ حیوانیت کی نفی ہو تو
بلاشبہ انسانیت کی نفی ہو جائیگی اور ایسا نہیں کہ ہر وہ

الانسانية ولا ينفي الحيوانية.

شی جو انسانیت کے منافی ہو وہ حیوانیت کے منافی ہو جیسے گھوڑے کا ہنہنانا اور گدھے کی آواز اور وہابی ہونا اس لئے کہ یہ تمام باتیں انسانیت کے منافی ہیں اور حیوانیت کے منافی نہیں۔

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انھیں عبارات فتح وحلیہ کو دیکھ کر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں ہاں کلام امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا۔

حيث قال رحمه الله تعالى بعد ما احتج على من قال بكراهة الصورة مطلقا ولو لغير حيوان كشجر مثلا باحاديث فيها الامر لقطع الراس التماثيل ما نصه فلما ابيحت التماثيل بعد قطع راسها الذي لو قطع من ذي روح لم يبق دل ذالك على اباحة تصوير مالا روح له وعلى خروج مالا روح لمثله من الصور مما قد نهي عنه في الآثار التي ذكرنا في هذا الباب و قد روي عن عكرمة في هذا الباب ايضا ما حدثنا محمد بن النعمن فذكر سنده عن عكرمة عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال الصورة الراس الى اخر ما تقدم۔

اس لئے کہ ان موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان احادیث سے جن میں مجسموں کے سر کاٹنے کا حکم ہے۔ ان لوگوں پر تصویر کو مطلقاً مکروہ کہتے ہیں خواہ بے جان مثلاً پیڑ کی ہو دلیل قائم کرنے کے بعد کہا۔ جب مجسمے سر جدا کرنے کے بعد مباح ٹھہرے تو یہ بے جان کی صورت مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے نیز اس باب میں حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صورت سر ہے۔

کلام دُرر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے۔ اقول اگرچہ ان کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر ممتہان پر فرمایا۔ تو جب تک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے

منع باقی ہے ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع یعنی دار و مدار منتفی ہو گیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وعبارت ہدایہ وخود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر اعضاء کہ جب تک چہرہ باقی اگرچہ اور اعضاء نہ ہوں ولہذا جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم: بہرحال اگر اسی پر چلیے۔ فاقول وباللہ التوفیق تصویر میں حیات اب تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مدار حیات کا استعاب کرتی ہے عکس میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی طول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃ حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندرونی اعضاء مثل دل وجگر وعروق، رگیں نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجیے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استعاب ما بہ الحیاۃ نہیں کر سکتی (جس سے زندگی ہو) فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں میت وبے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے۔ سنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبرئیل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت کلب قرام ستر فیہ تماثیل و	فرمایا حضرت ابوہریرہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا میں آپ کی خدمت میں شب گزشتہ آیا تھا تو داخل ہونے سے مجھے صرف اس چیز نے روک دیا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں پردہ کا کپڑا ہے جس میں

کان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطأن ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

تصویریں ہیں اور گھر میں کتا ہے تو حکم دیجئے کہ دروازے پر جو تصویر ہے اس کا سر کاٹ دیا جائے کہ پیڑ کی شکل ہو جائے اور پردہ کا کپڑا کاٹ کر دو تکیہ بنائے جائیں کہ پڑے پامال ہوں اور کتا نکال دیا جائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ۔

دیکھئے جبرائیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے یہی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرما دیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہو جائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ ہو جائے گا کہ بغیر اس نہ پیڑ کی مثل ہو سکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج اور اگر تنزل کیجئے تو اس قدر تو لازم کہ ایسا کر دیجئے جس سے وہ ایک بیجان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو و لہذا علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول در کی شرح میں فرمایا

قولہ لاتعیش بدونہ انما لا تکرہ الصلاۃ الیہا لانہا صورۃ میت وھو لایعبد اھ اقول والاولیٰ وھی لاتعبد لان المشرکین انما یعبدون المیت قال تعالیٰ اموات غیر احیاء نعم لایصورونہم صورۃ میت بل حی ۔

درمختار کا یہ فرمانا کہ تصویر کا وہ عضو نہ ہونا جس کے بغیر زندگی نہیں ،، اس صورت میں نماز اس وجہ سے مکروہ نہیں کہ ایسی تصویر مردہ کی ہوتی ہے ۔ اور مردہ کی تصویر نہیں پوجی جاتی ۔

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینے تک بلکہ اگرچہ صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ موت ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں اور ناظر کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے ۔ کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات وموت

حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں آثار دیکھتے کہ سلاطین نصاری اپنی ایسی ناقص تصویریں سکے پر منقوش کراتے ہیں اگر اس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکے میں اپنے مردہ کی صورت دکھائیں توانصافاً یہ عبارت درمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی۔ وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کر دیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے اقول اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی واعدام نقض وابطال میں معنی مقصود بحکایۃ الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صور میں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بنایا ہو توڑ دیا۔ بہرحال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتامل و باللہ التوفیق ثالثاً بتوفیق اللہ عزوجل وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس بحث کے تمام علل واحکام واصول و فروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مشابہت عبادت صنم بتائی ہدایہ میں صراحۃً اس میں حصر فرمایا۔

حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانہما لایعبدان وباعتبارہ لا تثبت الکراھۃ۔	منہ کے سامنے مصحف (قرآن) یا تلوار لٹک رہی ہے اور یہ نماز پڑھتا ہے اس میں حرج نہیں اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت باعتبار عبادت ہوتی ہے۔

فتح القدیر میں ہے

قولہ وباعتبارہ لا تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر	ہدایہ کا یہ فرمانا کہ کراہت اعتبار عبادت سے ہوتی ہے یعنی کراہت کی وجہ اسکے سوا کچھ نہیں۔

تبیین الحقائق میں ہے

لاتکرہ اذا کانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار	ایسی تصویر جو اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو صاف نظر نہ آئے پوجی نہیں جاتی اور کراہت

العبادة فاذا لم یعبد مثلہا لا یکرہ ۔ | صرف اعتبار عبادت سے تو جب اس جیسی تصویر پوجی نہیں جاتی تو مکروہ نہیں ۔

اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے ۔

واللفظ للہدایۃ لو لبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلاۃ جائزۃ فی جمیع ذالک لاستجماع شرائطہا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ ۔ | اور عبارت ہدایہ کی یہ ہے ۔ فرمایا ایسا کپڑا پہننا مکروہ ہے جس میں تصویریں ہوں اس لئے کہ اس میں صنم بردار کی مشابہت ہے ۔

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگر انھیں کلب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملئکہ اس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملئکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے دوسرے تعظیم تصویر ہدایہ میں ہے ۔

یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبرئیل انا لاندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ ۔ | مکروہ ہے کہ آدمی کے سر پر چھت میں یا اس کے سامنے یا داہنے بائیں تصویریں ہوں یا ایک ہی تصویر آویزاں ہو ۔ جبرئیل کی حدیث ہے کہ عرض کیا ہم فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو ۔

کافی میں اتنا زائد کیا

وبیت لاندخلہ الملئکۃ شر البیوت | اور وہ گھر جس میں فرشتے نہ آتے ہوں سب گھروں سے بدتر ہے ۔

امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا

حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالیٰ | حضور علیہ السلام کے فرمان کی وجہ سے فرشتے

علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتہا فیکرہ ۔

اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو نہ اس میں جس میں تصویر ہو اور اس لئے بھی کہ تصویر رکھنا اس کی عبادت کے مثل ہے لہذا مکروہ ہے

نیز کتب ثلثہ میں ہے

لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ اوبساط مفروش لایکرہ لانہا تداس وتوطأ بخلاف ما اذا کانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا اھ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی السترا عنی بدون التاء وھواولی کما لایخفی ۔

تصویر افتادہ تکیہ میں ہے یا بچھے ہوئے بستر میں ہے مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ پامال ہوتی ہے برخلاف اس کے کہ تکیہ کھڑا رکھا ہو یا تصویر پردہ پر ہو اس لئے کہ یہ (اس تصویر کی) تعظیم ہے یہ ہدایہ کی عبارت ہے اور کافی، تبیین کی عبارت یہ ہے کہ وہ تصویر پردہ تھی میری مراد بغیر تاء ہے اور وہی اولی ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ۔

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نمازی کی طرف ساری بتایا۔ اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو ۔

حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ اوتحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلوۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا ان ھذا یقتضی کراھۃ کونہا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذا کانت خلفہ وصریح کلامہم فی الاول خلافہ

اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہے یا اس کے پیروں تلے ہے شرح عتاب میں ہے کہ ایسی صورت میں نماز مکروہ نہیں لیکن تصویر گھر میں رکھنا مکروہ ہے حدیث کی وجہ سے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو ۔ مگر اس کا مقتضی یہ ہے کہ تصویر بچھے ہوئے بساط میں مکروہ ہو اور آدمی کے پیچھے ہو تو مکروہ نہ ہو اور صریح کلام علماء اس کے خلاف ہے اور صاحب ہدایہ کا فرمان کہ کراہت کا

وقوله ای صاحب الهدایة
اشدها کراهة ان تکون امام
المصلی الی ان قال ثم خلفه
یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن
قد یقال کراهة الصلوٰة تثبت
باعتبار التشبه بعبادة الوثن
ولیسوا یستدبرونه ولا یطؤن
فیها ففیما یفهم مما ذکرنا من
الهدایة ای من الکراهة اذا
کانت خلف المصلی لنظر و قد
یجاب بانه لابعد فی ثبوتها
فی الصلوٰة باعتبار المکان کما
کرهت الصلوٰة فی الحمام علی
احد التعلیلین وهو کونها ماوی
الشیاطین فان قیل فلم لم
یقل بالکراهة ان کانت تحت
القدم وماذکرت یفیده لانها
فی البیت وبه یعترض علی المصنف
ایضا حیث یقول لا یکره کونها
فی وسادة ملقاة فالجواب لا
یکره جعلها فی المکان کذلک
یتعدی الی الصلوٰة وحدیث
جبرئیل مخصوص بذلک
اه ملخصا ۔

شدید ترین درجہ یہ ہے کہ تصویر نمازی کے
سامنے ہو اور ادنیٰ درجہ کراہت یہ ہے کہ نمازی
کے پیچھے ہو یہ تو ثانی کے بھی مخالف ہے (یعنی
یہ جو گزرا کہ تصویر نمازی کے پیچھے ہے تو مکروہ
نہیں) لیکن یہ کہدیا جائیگا کہ کراہت نماز صنم
پرستی کی مشابہت سے ہوئی اور صنم پرست
نہ اس کی طرف پیٹھ کرتے ہیں نہ اسے پامال
کرتے ہیں۔

تو اب ہدایہ کی عبارت سے جو بات مفہوم
ہوئی یعنی نماز کا مکروہ ہونا جب کہ نمازی کے
پیچھے تصویر اس میں تامل ہے اور اس کا جواب
یہ ہو سکتا ہے کہ نماز میں باعتبار مکان کے کراہت
ہونے میں کوئی عجب نہیں جیسا کہ حمام میں
نماز اس وجہ سے مکروہ ہے کہ وہ شیاطین
کی جائے قرار ہے اگر یہ کہا جائے کہ پھر تو اس
صورت میں جب تصویر پیر تلے ہو کراہت کا قول
کیوں نہ کیا گیا حالانکہ جو حدیث آپ نے ذکر کی
ہے کراہت کا فائدہ دیتی ہے اس لئے کہ وہ بھی
تو گھر میں ہے اور اس حدیث سے مصنف پر بھی
اعتراض ہوگا اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ تصویر کا
افتادہ تکیہ میں ہونا مکروہ نہیں تو جواب سے
ہے کہ مکان میں تصویر اس طرح رکھنا مکروہ ہی
نہیں کہ کراہت نماز تک پہونچے اور جبرئیل کی حدیث
اسی صورت (یعنی جب تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو)

کے ساتھ مخصوص ہے اھ۔

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملائکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا۔ ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا۔

وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلوٰۃ لا تدخلہ الملٰئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لا تدخلہ الملٰئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلوٰۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء مھانۃ او غیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ یقتضی انہ لا تدخل الملٰئکۃ ھذا البیت ایضا ای ما فیہ الصور مھانۃ لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلوٰۃ فیما اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ او امامہ او فوقہ اشد وان کانت العلۃ و الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لا یظھر الا اذا کان احد ھذین الوجھین

اگر یہ کہا جائے کہ کراہت تصویر کی وجہ فرشتوں کا اس گھر میں نہ آنا ہے اور سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں فرشتے نہ آئیں تو چاہیے کہ نماز ایسے گھر میں بہر حال مکروہ ہونا چاہیے تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو یا نہ رکھی اس لئے کہ حدیث میں ہے ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز اس گھر میں بھی مکروہ ہو جس میں تصویر بروجہ توہین رکھی ہو غایت درجہ یہ ہے کہ نماز اس صورت میں زیادہ مکروہ ہوگی جب تصویر نمازی کے سامنے ہو اس کے سر پر یا سجدہ کی جگہ رکھی ہو تو اگر کراہت کی وجہ صنم پرستی سے مشابہت ہو تو صرف اسی صورت میں مکروہ ہوگی جب سامنے ہو یا سر کے اوپر ہو تو جواب یہ ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ وجہ کراہت امر اول ہی ہے یعنی فرشتوں کا نہ آنا اور امر ثانی یعنی صنم پرستی سے مشابہت شئی زائد ہے جو شدت کراہت کا فائدہ دیتی ہے لیکن حدیث مذکور کا حکم اس صورت کیساتھ خاص جس میں تصویر کی عبادت یا تعظیم کا شائبہ ہو۔

فالجواب الذی یظہران العلۃ
ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ
تفید اشدیۃ الکراھۃ غیران عموم
النص المذکور مخصوص باخراج
ماتقدم اخراجہ من الکراھۃ ملخصا

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل پر ہدایہ وکافی وتبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی اعتراض فرمایا۔

فقال اما عدم الکراھۃ اذا کانت
الصورۃ صغیرۃ لاتظہر للناظر
علی بعد فقالوا لانہا لاتعبد
والکراھۃ انما کانت باعتبار تشبۃ
العبادۃ وقد عرفت ما فی ھذا۔

اتنی چھوٹی تصویر میں کہ جو دور سے دیکھنے والے کو نظر نہ آئے کراہت نہ ہونے کی وجہ علماء نے یہ بتائی کہ وہ پوجی نہیں جاتی اور کراہت صرف مشابہت عبادت سے ہوتی ہے حلیہ میں اس پر اعتراض فرماتے ہوئے کہا کہ اس دلیل میں جو نقص ہے وہ تم نے جان لیا۔

بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا۔

فقال انما لم تکرہ الصلوٰۃ فی بیت
فیہ صور مہانۃ مع عموم الحدیث
ان الملئکۃ لاتدخلہ وھو علۃ
الکراھۃ لوجود مخصوص الی ان
قال الا ان تکون صغیرۃ
لان الصغار جدا لاتعبد وا
لکراھۃ انما کانت باعتبار
شبۃ العبادۃ کذا قالوا
وقد عرفت ما فیہ اھ قال
منحۃ الخالق ما فیہ ای ان

تو انھوں نے فرمایا نماز ایسے گھر میں جس میں جاندار کی تصویر بے حرمتی کیساتھ پڑی ہو کروہ نہیں حالانکہ حدیث کا مفہوم عام ہے کہ ملائکہ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں جاندار کی تصویر یا کتا ہوا ور یہ تصویر کے ناجائز ہونے کی علت ہے یہ حکم اس لئے کہ دوسری احادیث موجود ہیں یہ رخصت دلیل خاص کی وجہ سے ہے اس حدیث کے مفہوم عام تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے یہاں تک کہ صاحب بحر نے فرمایا کہ اس حکم سے وہ تصویر مستثنیٰ

العلة ليست التشبه بل عدم دخول الملئكة عليهم السلام اھ اقول كل كلامه ههنا مأخوذ عن الحلية و ان لم يعزاليها ولم يقدم ما قدمه هو لنفي علية التشبه من لزوم ان لاتكره اذا لم تكن امامه ولا فوقه فلم يستقم له قوله قد عرفت ما في هذا ـ

ہے جو اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو دور سے نظر نہ آئے اس لئے کہ بہت چھوٹی تصویریں پوجی نہیں جاتی اور کراہت تشبہ عبادت کے اعتبار سے تھی اور علماء نے اسی طرح ہی کہا ہے اور اس میں جو نظر ہے تم جان چکے۔ منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں فرمایا کہ صاحب بحرالرائق نے یہ جو فرمایا میں جو نظر ہے تم جان چکے اس کا مطلب یہ ہے کہ تصویر تصویر کے مکروہ ہونے کی علت تشبہ عبادت نہیں بلکہ ملائکہ علیہم السلام کا گھر میں آنے سے باز رہنا علت ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس جگہ صاحب بحر کا پورا بیان حلیہ سے ماخوذ ہے اور اگرچہ اس کیطرف نسبت نہیں کی اور انھوں وہ کلام پہلے نہیں ذکر کیا جس کو صاحب حلیہ نے علت تشبہ کے لئے نفی پر مقدم رکھا۔ یعنی انھوں نے فرمایا کہ صورت میں لازم آتا ہے کہ اگر مصلی کے سامنے یا اوپر نہ ہو وہ مکروہ وممنوع نہیں اس لئے کہ علت تشبہ نہیں پائی جاتی تو صاحب بحر کا یہ اعتراض جو انھوں نے یہ کہہ کر کیا (اس میں جو نظر ہے وہ تم جان چکے) ان کو راست نہ آیا۔

فائدہ

اور حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ نے اس کی طرف توجہ دلائی (مترجم غفرلہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اب عرف بدل گیا کفار بہت چھوٹی تصویریں بسوں گاڑیوں میں لگاتے ہیں

لہذا ان میں بھی کراہت ہونا چاہیئے۔ وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان اور نماز ایسی چھوٹی تصویروں کے سامنے مکروہ ہونا چاہیئے جب کہ مصلی ان کے قریب کھڑا ہو ہاں اگر ان تصویروں سے کچھ فاصلے پر ہوں جہاں سے وہ تصویر نمایاں نہ ہوں اس صورت میں نماز مکروہ نہ ہوگی کہ ایسی صورت میں وہ تصویریں مصلی کے حق میں اس کے سامنے نہیں جیسا کہ ان چھوٹی تصویروں کے وصف لا تظھر للناظر علی بعد۔ دیکھنے والے کو دور سے نظر نہ آئے سے مستفاد ہوتا ہے پھر یہ امر مقرر ہے کہ شئی کا وصف شئی مرتب ہونے والے کے لئے علت ہوتا ہے تو چھوٹی تصویروں میں جو اس وصف کی قید لگائی گئی کہ دیکھنے والے کو دور نظر نہ آئے یہ وصف عدم کراہت کی علت ہے۔ علت جہاں جہاں پائی جائیگی اس سے جو حکم معلول ہے وہ بھی متحقق ہوگا بنا بریں عدم کراہت کا حکم کچھ چھوٹی تصویروں پر مقصود نہ ہونا چاہیئے بلکہ بڑی تصویروں کے سامنے بھی نماز مکروہ نہ ہونے کا حکم ہونا چاہیئے جب کہ مصلی اتنے فاصلے پر ہو کہ اگر وہ خاشعین کی سی نماز موضع سجود پر نگاہ جما کر پڑھے تو تصویریں اُسے نظر نہ آئیں اور اس کی نظیر مسجد کبیر اور صحراء میں نمازی کے سامنے گزرنے کا مسئلہ ہے وہاں بھی جواز مرور کی بنا اس پر رکھی ہے کہ گزرنے والا اتنے فاصلے سے گزرے کہ خاشعین کی سی نماز پڑھنے والے کی نگاہ اس پر نہ پڑے ایسی صورت اسٹیشن وغیرہ پر جگہ جگہ تصاویر کے آویزاں ہونے کی وجہ سے اکثر پائی جاتی ہے لہذا بشرط مذکور عدم کراہت نماز کا حکم ہونا چاہیئے ولما ار لا منقولا ولعل فتامل۔

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ وتعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ و شبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا

وھذا نص الحلیۃ بعد ما قدمنا عنھما وذکر الاحادیث المخصصۃ قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لا تکرہ الصلوٰۃ علی بساط فیہ صورۃ وان کانت

ہاں اس پر (یعنی یہ جو کہا گیا کہ تصویر کی وجہ کراہت فرشتوں کا نہ آنا ہے) یہ کہا جائے گا کہ تو چاہیئے کہ ایسی جانماز پر جس میں تصویر ہو اگرچہ سجدہ کی جگہ میں ہو نماز مکروہ نہ ہو اس لئے کہ ایسی صورت ملائکہ کے دخول

فی موضع السجود لان ذالک
لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ
کما افادتہ ھذہ النصوص فان
قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ
انما ھی معللۃ بالتشبۃ بعبادۃ
الاصنام لاغیر قلت یمکن
ان یقال وجود التشبۃ المذکورۃ
فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان
عباد التماثیل والصور لا
یسجدون علیہا وانما ینصبونہا
ویتوجھون الیہا بل الذی
ینبغی ان یکرہ علی ھذا اما اذا
کانت الصورۃ امامہ لا فی
موضع سجودہ اللھم الا ان یقال
انہا اذا کانت امامہ فی موضع
سجودہ تکون فی الصلوٰۃ صورۃ
التشبۃ بالعبادۃ لہا فی حالۃ
القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود
علیہا ان لم یوجد التشبۃ
بعبادتہا فہو لایعری عن
نوع شبہ تعظیم الصور لان ذالک یشبہ
فی الصورۃ الخضوع لہا وتقبیلہا ولا باس
بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ ۔

سے مانع نہیں تو اب اگر تم یہ کہو کہ کراہت
نماز کی وجہ بت پرستی کی مشابہت ہے میں
یہ کہوں گا کہ مشابہت مذکورہ اس صورت
میں ممنوع ہے اس لئے مجسموں اور تصویروں
کو پوجنے والے پر ان پر سجدہ نہیں کرتے وہ
تو انھیں کھڑا کر دیتے ہیں اور ان کی طرف
توجہ کرتے ہیں تو نماز اسی صورت میں مکروہ
ہونا چاہیے جب کہ صورت اس کے سامنے ہو
نہ اس کی سجدہ کی جگہ میں اللہ تو مدد فرما
ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب تصویر نمازی
کے سامنے موضع سجدہ میں ہو گی تو قیام و
رکوع کی حالت میں صنم پرستی سے مشابہت
پائی جائے گی اور سجدہ کی حالت میں اگرچہ
مشابہت مذکورہ نہیں ہے مگر اس پر سجدہ
کرنا تصویر کی تعظیم کے شبہ سے خالی نہیں
ہے اس لئے کہ اس میں تصویر کے لئے
عاجزی اور اس کو چومنے کا شائبہ ہے
اور یہ توجیہ اچھی ہے اگرچہ علماء نے اسے
ذکر نہیں کیا ۔

علامہ شامی نے تشبہ و تعظیم دو علتیں رکھی اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب

ٹھرایا اولا باتباع ہدایہ وغیرہ فرمایا ۔

علة كراهة الصلوٰة بها التشبة

کراہت نماز کی وجہ تصویر کیساتھ صنم پرستی سے مشابہت ہے ۔

پھر چند قول کے بعد لکھا

قد ظهر من هذا ان علة الكراهة في المسائل كلها اما التعظيم او التشبة على خلاف ما ياتي ۔

کراہت کی وجہ تمام مسائل میں یا تو تعظیم ہے یا مشابہت ۔

پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ و بحر تلخیص کرکے فرمایا ۔

اقول الذي يظهر من كلامهم ان العلة اما التعظيم او التشبة كما قدمناه والتعظيم اعم كما لو كانت عن يمينه او يساره او موضع سجوده فانه لا تشبه فيها بل فيها تعظيم وما كان فيه تعظيم وتشبة فهو اشد كراهة وخبر جبرئيل عليه الصلوٰة والسلام معلول بالتعظيم بدليل الحديث الاخر وغيره فعدم دخول الملئكة انما هو حيث كانت الصورة معظمة وتعليل كراهة الصلوٰة بالتعظيم اولى من التعليل بعدم الدخول لان التعظيم قد يكون عارضا لان

میں کہتا ہوں کہ علماء کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ علت کراہت یا تو تعظیم ہے یا صنم پرستی سے مشابہت اور تعظیم عام ہے چنانچہ تصویر نمازی کے دائیں یا بائیں ہے تو صنم پرستی سے مشابہت نہیں ہے لیکن تعظیم ہے (لہذا نماز مکروہ ہوگی) اور جب تعظیم اور تشبہ دونوں ہو تو کراہت شدید تر ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث (جس میں آیا کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو) اس کی علت بھی تعظیم ہی ہے لہذا ملائکہ کا نہ آنا اس صورت میں ہے کہ جب تصویر معظم ہو تو کراہت کی وجہ تعظیم کو قرار دینا ملائکہ کا نہ آنا بتانے سے بہتر ہے اس لئے کہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے اس لئے کہ اگر تصویر بچھی ہوئی بساط پر ہو تو ذلیل ہوگی اس کے باوجود اگر اسی جا

الصورة اذ كانت على بساط مفروش تكون مهانة لا تمنع من الدخول ومع هذا لو صلى على ذالك البساط وسجد عليها تكره لان فعله ذالك تعظيم لها والظاهر ان الملئكة لا تمنع من الدخول بذالك الفعل العارض ۔

نماز پر نماز پڑھی اور تصویر پر سجدہ کیا نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنا تصویر کی تعظیم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ملائکہ دخول سے عارضی فعل کی وجہ سے نہ رکیں گے ۔

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صور میں تعظیم و تشبہ دونوں منتفی مانکر کراہت ثابت مانی در مختار میں ہے ۔

لکنها فيه اليسر لانه لا تعظيم فيه ولا التشبة ۔

لیکن اس صورت میں کراہت تنزیہی ہے اس لئے کہ اب نہ تعظیم ہے نہ مشابہت ہے

معراج علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی ۔

قلت وكان عدم التعظيم فى التى خلفه وان كانت فى استدبارها استهانة لها فيعارض ما فى تعليقها من التعظيم بخلاف ما على بساط مفروش ولم يسجد عليها فانها مستهانة من كل وجه ۔

میں کہوں گا کہ تعظیم یوں نہیں ہے کہ اس کی طرف پیٹھ کرنا اس کی اہانت ہے اگرچہ دیوار پر یا پردہ پر ہو تو لٹکانے میں جو تعظیم تھی اس کو پیٹھ کرنا اس تعظیم کے معارض ہوا برخلاف اس کے اگر بچھی ہوتی جانماز پر ہوا اور اس تصویر پر سجدہ نہ کرے تو اس میں پوری طرح اہانت ہے ۔

اقول اور عجب تر یہ ہے کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ ۔

قد ظهر من هذا ان علة الكراهة فى المسائل كلها التعظيم والتشبة وهل هو الا التفريع على النقيضين

اس سے ظاہر ہوا کہ تمام مسائل میں کراہت کی علت تعظیم و تشبہ عبادت ہے اعلحضرت نے شامی کے اس کلام پر یوں اعتراض کیا کہ مسئلہ

کی تقیض سے اس کی فرع نکالنا نہیں تو اور کیا
یہ ہیں بظاہر بات رنگ کے اقوال وانا اقول و باللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذری التحقیق
افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ و اتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق و صحیح اور ہر غبار
سے پاک و نجیح ہیں بے شک ہو آشبہ کے کچھ علت نہیں ۔ اور بے شک تعظیم علت ہے
اور بے شک امتناع ملائکہ علت ہے متاخرین کے اختلافات وہر دو بات کا منشاء ان
امور ثلثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ ان میں باہم تلازم ۔ تشبہ عبادت ۔ بے تعظیم
ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو
وہاں شائبہ عبادت کیا معنی ولہذا اگر ایسا مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز
نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ
اب وجہ تعظیم نہ ہوئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم عن
الکتب الثلثۃ ومثلہ فی سائرھن ۔ یوہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت
کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ادنیٰ میں
اس سے مشابہت ہے ۔
اقول یہ یعنی ادنیٰ تعظیم کا عبادت سے مشابہ ہونا اس لئے ہے کہ تصویر کو کوئی
علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزوجل
جلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت و علاقہ سے ہے وہ غایت عظمت
میں ہے تو غایت تعظیم یعنی عبادت اسی کے لائق ۔ دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں
اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگر تعظیمات نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں یعنی ہر
حق والے کو اس کا حق دینے کے قبیل ۔ اعطاء کل ذی حق حقہ کے قبیل ہوئیں بلکہ
حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں ولہذا حضور سید العلمین اعظم المعظمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من اجلال اللّٰہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ و اکرام السلطان المقسط ۔	بے شک اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے مسلمان بوڑھے کی تکریم اور ایسے حامل قرآن کی عزت جو اس میں بے جا غلو نہ کرتا ہو اور نہ اس سے منحرف ہو اور عادل بادشاہ کی تعظیم

بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے۔ رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مگر جس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائیگی استقلال کی بو دیگی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مضر نہ ہوگا ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا۔

امساك الصورة علی سبیل التعظیم ظاهر امکروه لان ذالك یشبه عبادة الصنم اه نقله عنه فی الحلیه۔

تصویر کو بر سبیل تعظیم ہاتھ لینا مکروہ ہے اس لئے کہ صنم پرستی کے مشابہ ہے

امتناع ملائکہ اسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بر وجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں نص صریح ہے امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا ہے تو علاج کیا ہوا۔

فاستفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیه انها تکره کراهة جعلها فی البیوت لاجل الحدیث وقد نقل عن الفتح انه خلاف صریح کلامهم اقول خلاف صریح کلام محرر المذهب محمد حیث قال فی موطاه بعد ما روی حدیثا فی المعنی وبهذا ناخذ ما کان فیه من تصاویر

معلوم ہوا کہ عتابی کا قول اس تصویر کو جو پیروں کے نیچے ہو مکروہ کہنا اس حدیث کی وجہ سے درست نہیں اور فتح القدیر سے گزرا کہ یہ قول علماء کے کلام کے خلاف ہے بلکہ محرر مذہب حنفی امام محمد کے صریح کلام کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ انھوں نے ایک حدیث بالمعنی روایت کرکے فرمایا اس حدیث سے ہم اس بچھانا فرش وغیرہ (جو بچھے ہوئے ہوں) کا حکم دیتے ہیں کہ ان میں حرج نہیں

من بساط يبسط او فراش يفرش او وسادة فلا باس بذلك انما يكره من ذالك في الستر و ما ينصب نصابا و هو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا

مکروہ وہ تصویر ہے جو پردہ میں یا جو نصب کی گئی ہو یہی قول ابو حنیفہ اور ہمارے مذہب کے عام فقہار کا ہے۔ اھ

وقد روى الطبراني في الاوسط عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه رخص فيما كان يوطأ وكره ما كان منصوبا۔

اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تصویر کی اجازت دی جو نیچے پڑی ہو اور اس کو ناپسند کیا جو نصب ہو۔

ردالمحتار نے ٹھیک کہا کہ

عدم دخول الملئكة انما هو حيث كانت الصورة معظمة

ملائکہ کا نہ آنا اس وقت ہے جب تصویر معظم ہو۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے

قال الخطابي انما لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب او صورة مما يحرم اقتناءه من الكلاب والصور واما ما ليس بحرام من كلب الصيد والزرع والماشية ومن الصورة التي تمتهن في البساط والوسادة وغيرهما

خطابی نے کہا فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں ایسا کتا یا تصویر ہو جس کا رکھنا حرام ہے لیکن وہ کتا جس کا رکھنا حرام نہیں ہے جیسے شکار کھیت یا جانوروں کی حفاظت کا کتا اور وہ تصویر جو بساط یا تکیہ میں بروجہ اہانت ہو دخول ملائکہ سے مانع نہیں امام نووی نے فرمایا اور ظاہر تر یہ ہے کہ روایت

بدون علم وما مثله
الا النجاسة معفوة شرعاً
واخرى كثيرة صلى معها من
دون علم بها اما ماذكر
فى الصورة فلا الصوی لحديث
جبرئيل المذكور وايضا
اخرج البخارى والامام احمد
عن ام المؤمنين انها اتخذت
على سهوة لها ستراً فيه
تماثيل فهتكه النبى صلى
الله عليه وسلم قالت فاتخذت
منه نمرقتين فكانتا فى
البيت تجلس عليهما زاد احمد
ولقد رأيته متكئا على احدهما
وفيها صورة اھ وما كان رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم
ليترك فى البيت شيئا يمنع دخول
جبرئيل عليه الصلوٰة والتسليم
بل فى حديثها رضى الله تعالى
عنها عند الطحاوى قالت
اشتريت نمرقة فيها تصاوير
فلما دخل على رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم فرأها
تغير ثم قال يا عائشة ماهذه

جس کی شرع نے کسی حاجت کی وجہ سے
رخصت دی اور اس فعل میں جو انجانے
میں شرعی رخصت کے بغیر واقع ہو بڑا فرق
ہے اور اس کی مثال تو ایسی نجاست کی طرح
ہے جو شرعاً معاف ہو اور دوسری صورت
میں نجاست کثیرہ کی طرح ہے کہ جس کے
انجانے میں کوئی نماز پڑھ لے ۔ اور امام
نووی نے تصویر کے بارے میں جو کچھ کہا تو
وہ اپنے عموم پر صریح حدیث جبرئیل کی وجہ
سے مسلّم نہیں اور نیز امام بخاری اور امام احمد
نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے
روایت کیا کہ انھوں نے اپنے حجرہ پر ایک پردہ
ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ دیا حضرت
عائشہ نے فرمایا تو اس پردے کا دو تکیے بنا
لئے تو وہ دونوں تکیے میرے گھر میں رہے
ہم اس پر بیٹھتے تھے امام احمد اس روایت
میں اور اتنا زیادہ کیا اور میں نے یعنی حضرت
عائشہ حضور علیہ السلام کو دیکھا ان دو تکیوں
میں سے ایک پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف
فرما ہیں اور اس میں تصویر تھی اھ اور حضور
علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ ایسی چیزیں
اپنے گھر میں چھوڑے جو جبرئیل علیہ السلام
کو گھر میں آنے سے مانع ہو بلکہ امام طحاوی

فلا يمنع دخول الملئكة بيته
قال النووي والاظهر انه عام في
كل كلب وصورة وانهم يمتنعون
من الجميع لاطلاق الاحاديث
ولان الجرو الذي كان في
بيت النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم تحت السرير
كان له فيه عذر ظاهر
لانه لم يعلم به و مع
هذا امتنع جبرئيل عليه الصلوٰة
والسلام من دخول البيت وعلله
بالجرو اهـ ما نقله القاري مقرا عليه

اقول ما قاله الامام النووي
رحمة الله تعالى ورحمنا
به محتمل في الكلب على نزاع
ظاهر فيما استدل له به و
ان تبعه فيه الشيخ في اشعة
اللمعات ورجع اخرا الى
استثناء كلب يحل اقتناءه و
ذالك لانه كم من فرق
ما رخصه الشرع لحاجة و
بين ما وقع من غير المرخص

کا مفہوم ہر کتے اور ہر تصویر میں ہے اور
ملائکہ علیہم السلام ہر قسم کے کتے اور تصویر
کی موجودگی کی صورت میں گھر میں آنے سے
باز رہتے ہیں اس لئے کہ احادیث مطلق ہیں
اور اس لئے وہ پلا جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے گھر میں ان کے پلنگ کے نیچے تھا سرکار
کے لئے اس میں کھلا عذر تھا اس لئے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا علم نہ
تھا اور اس کے باوجود جبرئیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام گھر میں داخل نہ ہوئے اور گھر میں نہ
آنے کی وجہ پلے کی موجودگی بتائی اس مضمون
کے اخیر تک جو ملا علی قاری نے نقل کر کے مقرر
رکھا ہے ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول کہ امام نووی
(اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے) اور ان
کے وسیلے سے ہم پر رحم فرمائے) نے جو فرمایا
وہ مسئلہ سگ (کتا) میں محتمل ہے علاوہ
ازیں وہ اپنے دعوے کے لئے جو دلیل لائے
اس میں کھلا نزاع ہے اگرچہ شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے امام نووی کی پیروی کی
اور آخر میں انھوں نے اس کتے کی استثنا
کی طرف رجوع فرمایا جس کو پالنا شرعاً
حلال ہے ۔ اور اس لئے کہ اس عمل

نقلت نمرقة اشتريتها لك تقعد عليها قال انا لا ندخل بيتا فيه تصاوير فالحق ان الامتناع مختص لغير المهانة والله تعالیٰ اعلم

کے یہاں حضرت عائشہ کی حدیث یوں ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک تکیہ خریدا ہے کہ جس میں تصویریں تھیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس داخل ہوئے پھر حضور علیہ السلام اس تکیہ کو دیکھا تو سرکار کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کیا یہ تکیہ ہے جو میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ حضور اس پر جلوس فرمائیں حضور نے فرمایا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہوں تو حق یہ ہے کہ ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا گھر میں نہ آنا خاص اس صورت میں ہے جب کہ تصویر جائے اہانت نہ رکھی ہو واللہ تعالیٰ اعلم

تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کر سکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں کھڑے ہوں پاؤں رکھیں یہ تقریر کلام مشائخ میں ہے وللہ الحمد۔ ثم اقول جب کہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائیگا بعینہٖ انھیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملائکہ کو منع کریگا۔ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی۔

فما استظهره الشامي غير ظاهر
فان فرق بان جعلها في المفروش
اهانة لها فتعارض تعظيم
السجود عليها فذلك امراً آخراً
غير كون التعظيم عارضاً وستعلم
ما فيه بعون الله تعالى اما قول
الحلية ذلك ليس بمانع من
دخول الملئكة كما افادته هذه
النصوص فاقول لم تفد النصوص
ان مجرد جعلها في فراش او وسادة
يخرجها عن منع الملئكة بل قيد
بقوله منبوذتين توطان وللنسائي
في رواية يجعل بساطاً يوطاء و
للطبراني في الاوسط رخص فيما
كان يوطا فمن جعلها في بساط
ثم علقه على الجدار كالاستار
او وضعه على الراس حرم قطعاً
فمنع الملئكة من الدخول فكذا
من جعلها في بساط ثم سجد
عليها وبالجملة القصد هو
الامتهان المطلق ولم يحصل الا ترى
الى ما في البحر عن المحيط اذا كانت
على الوسادة ان كانت قائمة يكره لانه
تعظيم لها وان كانت مفروشة لا يكره

توشامی نے جسے ظاہر سمجھا وہ غیر ظاہر ہے اب
اگر فرق کیا جائے کہ تصویر کو فرش میں رکھنا اہانت
ہے اور یہ اہانت اس سجدہ کی تعظیم کے معارض
ہے تو یہ تو چیز دیگر ہے تعظیم کا عارضی ہونا نہیں
اور بعون اللہ تعالیٰ اس تفریق میں جو نقص ہے
اسے تم عنقریب جان لوگے اور حلیہ کا یہ قول کہ
بچھی ہوئی جانماز پر سجدہ کرنا دخول ملائکہ سے
مانع نہیں جیسا کہ احادیث کا مفاد ہے میں
کہتا ہوں کہ احادیث کا یہ مفاد نہیں کہ محض فرش
یا تکیہ میں ہونا تصویر کو کراہت سے نہ نکالے گا
کہ مانع ملائکہ نہ ہو بلکہ کراہت اس وقت نہیں
ہے جب فرش یا تکیہ نیچے پڑے ہوں کہ اس
پر پیر رکھے جاتے ہوں نسائی کی روایت میں
ہے اس پردہ کو بساط بنایا جائے جو روندی
جائے اور طبرانی کی روایت اوسط میں ہے
کہ حضور نے وہ تصویر جائز رکھی جو بساط وغیرہ
میں ہو تو اگر کسی نے تصویر بساط بنائی اور
بساط کو دیوار پر لٹکایا یا اسے سر پر رکھا یقیناً
حرام ہے اور ملائکہ کو دخول سے مانع ہے اسی
طرح وہ جس نے اس بساط پر سجدہ کیا جس میں
تصویر ہو بالجملہ مقصود تصویر کی اہانت ہے
اور اس پر سجدہ کرنے میں اہانت نہیں ہوتی
بحر میں محیط سے ہے تصویر تکیہ پر ہو اگر تکیہ
کھڑا ہے مکروہ ہے اس لئے کہ یہ تصویر کی تعظیم

ہے اور اگر بچھا ہو تو مکروہ نہیں مختصراً

والی ما فی الحلیۃ من شرح الجامع الصغیر للامام البزدوی یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار ای لانتصابہ بکبرہا وکذلک کل شیئ ینصب فیصیر تعظیما لہ فاما اذا کان تحقیرا لہ فلا باس کالبساط المفروش والوسادۃ الملقاۃ لان فی ذلک استہانۃ بالصورۃ اھ وقد تقدم معناہ عن الہدایۃ والکافی والتبیین

کیا تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی جو حلیہ میں امام بزدوی کی شرح جامع صغیر سے ہے یعنی جاندار کی ایسی تصویر کا جھکاؤ تکیوں پر ہوتی ہے مکروہ و ممنوع ہے یعنی یہ حکم اس لئے کہ تصویر تکیے کے بڑے نصب ہو جائیگی اور یوں ہی ہر وہ تصویر جو کہ نصب ہو ایسی حالت میں اس کی تعظیم ہوگی لیکن جس صورت میں تصویر کی توہین ہو تو اس میں حرج نہیں جیسے کہ با تصویر بچھا ہوا فرش اور افتادہ تکیہ اسلئے کہ ان صورتوں میں تصویر کی توہین ہے اھ اور اس کا مفہوم ہدایہ اور کافی، تبیین سے گذر چکا۔

ثم اقول۔ تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے۔

فانتفی قول المراج لا تعظیم فیہ و لا تشبہ کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراہۃ فان میل الی التمسک بامتناع الملئکۃ قلنا اذ لا تعظیم فلا امتناع۔

معلوم ہوا کہ معراج کا یہ قول تصویر کے پیچھے ہونے میں نہ تعظیم ہے نہ صنم پرستی کی مشابہت درست نہیں کہ اس لئے کہ جب دونوں باتیں منتفی تو کراہت کا ہے کی اگر یہ کہا جائے کہ کراہت کا سبب ملئکہ کا نہ آنا ہے ہم کہیں گے جب تعظیم ہی نہیں تو فرشتوں کا نہ آنا کیا معنی؟

ثم اقول شرع مطہر نے جس شیئ کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اس سے اگر ایسا برتاؤ

کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام وناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم و توہین متعارض ہوکر برابر ہوگئیں ۔

اذ لا یجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام واعتبر هذا بمن یقبل وثنا ویضربه بالنعل فهل یقال تکافأ التقبیل والضرب فیجوز کلا بل یحرم لانه خلط عملا صالحا وآخر سیئا ۔

اس لئے کہ حلال و حرام جب بھی جمع ہوں گے ترجیح حرام کو ہوگی اور اس کو یوں سمجھو کہ ایک شخص بت کو سجدہ کرتا ہے اور جوتی سے مارتا بھی ہے تو کیا یہ کہا جائیگا کہ چومنا اور مارنا برابر ہوگیا لہذا جائز ہے ہرگز نہیں بلکہ حرام ہی رہیگا اسلئے کہ اس نے اچھا اور برا عمل ملادیا ۔

ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ ورحمنا بہٖ نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا یہ کہ جانماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائیگی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائیگا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اس کیساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کیساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں ہدایہ میں ہے ۔

اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم — معنیٰ یہ ہے کہ وہ بساط جو نماز کے لئے

غایۃ میں ہے معناہ ان البساط الذی اعد للصلاۃ معظم من بین سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا ونحن امرنا باھانتھا فلا ینبغی ان تکون فی المصلی مطلقا سجد علیھا اولم یسجد

مقرر ہے وہ تمام بساطوں سے معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی ایک طرح تعظیم ہے اور ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہوا ہے تو مناسب نہیں کہ تصویر جانماز میں ہو چاہے اس پر سجدہ کرے یا نہ کرے۔

اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے۔

فانتفی ما وجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذا کانت خلفہ علی ستر اوحائط واستقر عرش التحقیق علی تلازم العلل الثلاث وللہ الحمد

تو علامہ شامی نے اس صورت میں جب کہ تصویر مصلی کے پیچھے پردے میں یا دیوار میں ہو تصویر کی تعظیم جو توجیہ کی وہ منتفی ہوگی اور تینوں علتوں کے متلازم ہونے پر عرش تحقیق ثابت ہوگیا وللہ الحمد

ثم اقول وباللہ التوفیق تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقا تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام

جیسا کہ اس کی تحقیق اور تصریح امام فخر الاسلام سے گذرا۔

دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل و ہیئات سے ظاہر ہو مثلا تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشد و اخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے۔

وعلیہ یصدق قول الشامی التعظیم اعم وقول الحلیۃ ان لیس مدارا

اور اس پر امام شامی کا قول صادق آتا ہے کہ تعظیم عام تر ہے اور حلیہ کا قول تشبہ مدار حرمت

بل یوجب الزیادۃ

نہیں بلکہ وہ شدت حرمت کا موجب ہے۔

جہاں یہ ہو نماز میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کا بروجہ تعظیم رکھنا قطعاً ممنوع وگناہ ہے۔

فی الحلیۃ والبحر وسرد المحتار ھذہ الکراھۃ کراھۃ تحریم زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لا مکروھا ان ثبت الاجماع اوقطعیۃ الدلیل لتواترہ۔

حلیہ وبحر ورد المحتار میں ہے یہ کراہت کراہت تحریمی ہے بحر میں مزید کہا کہ چاہیئے کہ حرام ہو نہ کہ مکروہ بشرطیکہ اجماع یا دلیل کا قطعی متواتر ہونا ثابت ہو۔

اور اس کے سبب نماز میں کراہت تنزیہی آئے گی عنایہ میں ہے۔

لان تنزیہ مکان الصلاۃ عما یمنع دخول الملئکۃ مستحب

اس لئے کہ مکان کو ایسی چیز سے خالی کر جو دخول ملائکہ سے مانع ہو مستحب ہے۔

حاشیۂ علامہ سعدی آفندی میں ہے۔

فتکون الکراھۃ تنزیھۃ

تو کراہت تنزیہی ہوگی۔

یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی وتنزیہی سے عام ہے۔

وعلیہ یستقیم قول الشامی ظاھر کلام علمائنا ان ما لا یؤثر کراھۃ فی الصلاۃ لا یکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لا تکرہ فی البیت اھ والا فعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلاۃ ھو التشبہ الخاص

اور اس تقریر سے اس کا قول درست ہوگا ہمارے علماء کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ تصویر جو نماز کی کراہت میں موثر نہ ہو اس کا باقی رکھنا مکروہ نہیں ہے اور فتح القدیر وغیرہ میں اس کی تصریح کی کہ چھوٹی تصویر گھر میں مکروہ نہیں ورنہ نماز میں تصویر کی کراہت تحریم کی علت تشبہ خاص ہے اور گھر میں تصویر کو باقی

وفی الابقاء هو التعظیم وقد اعترف انه اعم من التشبه وانتفاء الاخص لا یوجب الاعم

اقول وظهر بما قررنا ان السوال الذی ذکره المحقق لم یکن وارداً من اصله فان المنتفی عند الاستدبار هو التشبه الخاص ولا تنحصر الکراهة فیه،

واقول ظهر ایضا ان الجواب الذی ابداه لیس مما ابداه بل هو مفاد کلام المشایخ وتعلیلهم بامتناع الملئکة۔

رکھنے میں تعظیم ہے اور بلا شبہ شامی نے خود اعتراف کیا تعظیم تشبہ سے عام تر ہے اور خاص کا انتفاء عام کے انتفاء کو موجب نہیں ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول ہماری تقریر سے ظاہر ہوا کہ (محقق کمال ابن ہمام) جو سوال وارد فرمایا وہ سرے سے وارد ہی نہیں اسلئے کہ تصویر کی طرف پیٹھ ہونے کی صورت میں منتفی تو تشبہ خاص ہے اور کراہت اس میں منحصر ہی نہیں ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اور میں کہتا ہوں نیز ظاہر ہوا کہ محقق نے جو جواب دیا وہ انکی ایجاد نہیں بلکہ وہ مشایخ کے کلام کا حاصل ہے اور جو مشایخ نے ملائکہ کے گھر میں آنے سے باز رہنے کو تصویر کی حرمت کی علت قرار دیا اسی کا مفاد ہے ۔

واقول ظهر ایضا ان السوال الذی اورد المحقق الحلبی علی مسألة السجود علی التصویر لم یکن وارداً ایضا لانه ان انتفی فیه فالتشبه الخاص بل لا نسلم انتفاءه ایضا فان السجود علی التصویر یشبه عبادته قطعا کما نص علیه فی الکافی والسجود علیها یشبه عبادة الاوثان و

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں واقول اور نیز ظاہر ہوا وہ سوال جو محقق حلبی نے جاندار کی تصویر کے سجدہ پر وارد کیا وہ بھی کچھ وارد نہیں اس لئے کہ اگر وہاں کچھ منتفی ہے تو تشبہ خاص ہے بلکہ ہم اس کا منتفی ہونا بھی تسلیم نہیں کرتے اسلئے تصویر پر سجدہ کرنا یقیناً اس کی عبادت کے مشابہ ہے جیسا کہ کافی میں صاف تصریح فرمائی اور کافی کی عبارت یہ ہے کہ تصویر پر سجدہ کرنا بتوں کے پرستش کے مشابہ ہے اور تبیین میں صاف کہا اور اسکے لفظ یہ ہیں تصویر پر

والتبیین ونصه السجود علیها یشبه
عبادتها فیکره فانتفی ما ذکر العلامة
الشامی ان لا تشبه فیه"
اقول وظهر ایضا انا تنزلنا وسلمنا
انتفاء الخاص ان الجواب الذی
ابداه فی الحلیة وظن انهم لم
یذکروه کلامهم محیط به کما
علمت ولله الحمد؛
اقول وبتحقیقنا هذا یحصل التوفیق
فی مسالتین الاولی کراهة الصلاة
حیث کانت الصورة خلف فمن اثبت
وهم الاکثرون وجعله فی
التنویر الاظهر اثبت کراهة
التنزیة ومن نفی وهو الذی مشی
علیه صدر الشریعة فی شرح
الوقایة وجزم به فی متنه النقایة
واعتمده فی الغایة کما فی التبیین
والدرر والامام العتابی کما فی الفتح
وتبعه ابن کمال باشا فی الایضاح
نفی کراهة التحریم والثانیة الصلاة
علی سجادة فیها تصاویر اذ لم
یسجد علیها نفی الامام محمد الکراهة
فی الجامع الصغیر واثبتها فی الاصل

سجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے لہذا یہ
مکروہ وممنوع ہے تو علامہ شامی نے جو یہ کہا کہ
اس میں تشبہ نہیں منتفی ہوگیا۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول نیز ظاہر ہوا اگر ہم تنزل
کرکے خاص کے منتفی ہونے کو تسلیم کرلیں تو نیز
ظاہر ہوا وہ جواب حلیہ میں ظاہر فرمایا اور یہ گمان فرمایا
کہ علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے علماء کا کلام
اس کو گھیرے ہوئے ہے جیسا کہ تم نے جان لیا واللہ الحمد
میں کہتا ہماری اس تحقیق سے ایسی یہ جو تحقیق
فرمائی کہ تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقاً تصویر
کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے دوسرا خاص
کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل و
ہیئات سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھکر اسکی
طرف افعال نماز بجالانا) دو مختلف مسئلوں میں
تطبیق حاصل ہوتی ہے۔ پہلا یہ کہ نماز کا مکروہ ہونا
جب تصویر پیچھے ہو تو جنہوں نے کراہت بتائی ان کی
مراد کراہت تنزیہی ہے اور جنہوں نے نفی کی ان
کی مراد یہ ہے کہ کراہت تحریمی نہیں ہے دوسرا مسئلہ
ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس میں تصویریں ہو جب تصویر پر سجدہ نہ
کرے امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی
نفی کی اور کتاب الاصل میں کراہت کا قول فرمایا
اور دونوں باتیں صحیح ہیں یعنی مکروہ تنزیہی ہے
تحریمی نہیں ہے اور دونوں مسئلوں کی وجہ تشبہ

والکل صحیح بالتوزیع ای یکرہ تنزیہا لا تحریما والوجہ فیہا وجود التشبہ العام دون الخاص وذالک ظاہر فی الاولی اما الثانیۃ فلان وضع التصویر فی المصلی تعظیم لہ کما سمعت وکل تعظیم لہ تشبہ بعبادتہ کما علمت وکل صلاۃ کان معہا التلبس بہذا التشبہ کرہت ولا ینافیہا وجود الاستہانۃ بوجہ آخر کما قدمنا فانتفی ما ذکر ہہنا فی الحلیۃ حیث قال قلت یلزم علی ہذا ان یکون ما فی الاصل موضوعا فی المصلی لا غیرو ما فی الجامع فیما عداہ وفیہ ما لا یخفی اھ

عام کا ہوتا ہے اور یہ وجہ پہلے مسئلہ میں ظاہر ہے لیکن دوسرا مسئلہ تو اس لئے کہ تصاویر کا جانماز میں رکھنا ان کی تعظیم ہے اور ہر تعظیم تشبہ ہے اور ہر نماز جس میں تشبہ پا یا جائے مکروہ ہے اگرچہ اہانت دوسری وجہ سے ہو مگر وہ تعظیم کے منافی نہ ہوگی مختصراً۔"

اقول بل کلاہما فی المصلی ولا بعد فیہ والتطبیق ما ذکرنا قال رحمہ اللہ تعالی والاحسن ان یقال ظاہر الکتابین التعارض فیما عدا موضع السجود فاما ان یکون ما فی الجامع من القید المذکور قیدا اتفاقیا واما ان یکون ما فی الاصل مقیدا بما فی الجامع اھ یرید ان التوفیق اما بارجاع ما فی الجامع الی ما فی الاصل من اطلاق الکراہۃ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول میں کہتا ہوں بلکہ دونوں مسئلہ مصلی (جانماز) کے بارے میں اور اس میں بُعد نہیں اور دونوں قولوں کی تطبیق ہماری اس تقریر سے حاصل ہے جو ہم نے ذکر کی انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور بہتر جواب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ دونوں کتابوں کا ظاہر جائے سجود کے سوا وہ مقام تعارض ہے یا تو یہ ہے جو قید جامع صغیر میں ہے قید اتفاقی ہے یا جامع صغیر کی اصل میں، جو ہے وہ اس صورت کے ساتھ مقید ہو جو جامع صغیر میں بتائی

سواء كانت في محل السجود او غيره والتقييد بكونها فيه وقع وفاقا او بارجاع ما في الاصل الى ما في الجامع تحمل المطلق على المقيد.

اقول وكانه منذ هذا التحرير لم يتيسر له مراجعة الجامع الصغير فان عبارته لا تحتمل ما ذكر من الغاء القيد وانما كان مساغه لو كان منطوقه كراهة الصلاة مقيدا بكون الصورة في محل السجود فكان يفيد عدم الكراهة في غيره بطريق المفهوم فيقال ان القيد اتفاقي وليس كذلك بل اصل منطوقه ما ينافي الاصل اعني عدم الكراهة فاين المساغ لما ذكر وهذا نص الجامع لا باس ان يصلي على بساط فيه تصاوير ولا يسجد على التصاوير اهـ قال رحمه

مراد مصنف کی یہ ہے کی دونوں کلاموں میں موافقت یا تو اس طرح ہوگی کہ جو جامع صغیر میں ہے اس عبارت کو اصل کی عبارت کی طرف لوٹا دیا جائے یعنی با تصویر جائے نماز میں سجدہ کرنے کو مطلقاً ناجائز کہا جائے عام ازیں کہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا کہیں اور یہ قید کہ تصویر جائے سجود میں ہو محض اتفاق واقع ہو یا بایں طور حکم مطلق کو مقید پر محمول مان کر اصل کے مسئلہ کو مسئلہ جامع صغیر کی طرف لوٹا دیا جائے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول گویا انہوں نے جب سے یہ تحریر لکھی ان کو جامع صغیر کی مراجعت میسر نہ آئی اس لئے کہ ان کی عبارت اس ادا کو اس بات کا محتمل نہیں کہ قید لغو قرار دیا جائے انکی عبارت اس کلام محتمل کا ذکر اتفاقی بتا کر لغو قرار دیا جائے اس لئے کہ یہ بات اس صورت میں بنتی جب کہ جامع صغیر کی عبارت اس صورت کے ساتھ مقید ہوتی جب کہ جامع صغیر کے کلام کراہت نماز کے بارے میں تصویر کے محل سجود میں ہونے کی صورت کے ساتھ مقید ہوتا تو براہ مفہوم غیر محل سجود میں نماز نے مکروہ نہ ہونے کا فائدہ دیتا تو کہا جاتا یہ قید اتفاقی ہے اور بات یوں نہیں بلکہ جامع صغیر کی اصل عبارت وہ ہے جو کتاب اصل کے منافی ہے یعنی وہ دوسری صورت میں ا

اللہ تعالیٰ وھذا اولی (ای الثانی) لانہ لا یظہر وجہ القول لکراھۃ الصلاۃ علی بساط کبیر فیہ صورتہ تحت قدم المصلی وھو الاول بخلاف الثانی ؁

(جب تصویر محل سجود میں نہ ہو) ان نماز کا مکروہ نہ ہونا تو ان کی بات کہاں سے اور جامع صغیر کے الفاظ ہیں اس میں حرج نہیں ایسی بساط پر نماز پڑھے جس میں تصویریں ہوں اور تصویروں پر سجدہ نہ کرے۔ اھ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور یہ اولیٰ ہے یعنی دوسرا مسئلہ اس لئے کہ نماز کو ایسی بڑی بساط کے اوپر جس میں تصویر نمازی کے قدم کے نیچے ہو نماز کی کراہت کے قول کی وجہ ظاہر نہیں ہوتی ہے اور یہ کراہت کا قول پہلے مسئلہ پر لازم آتا ہے بخلاف دوسرے مسئلہ کے اھ۔

اقول قد افدناک الوجہ فتشکر ثم لا وجہ یظہر لتقیدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالیٰ اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیر انہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم لہا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ۔ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال

اعلیٰ حضرت فرماتے اقول بیشک ہم نے اس مسئلہ کی وجہ بتادی تو شکر ادا کرو پھر بڑے کی قید لگانے کے لئے کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی اس کے بعد کہ تصویر کو مصلی کے قدم کے نیچے فرض کیا واللہ تعالیٰ اعلم اور اس تمام بحث میں صاحب بحر الرائق نے ان کی پیروی کی مگر انہوں نے یہ فرمایا کتاب الاصل میں کراہت نماز کو مطلق رکھا اس صورت میں جب کہ اس بساط میں نماز پڑھی جاتی ہو اور اس میں تصویر ہو اس لئے کہ وہ بساط جس پر نماز پڑھی جاتی ہے محترم ہے تو اس میں تصویر رکھنا تصویر کی تعظیم ہے بخلاف اس بساط کے جو جائے نماز نہ ہوں اھ تو انہوں نے

وتقـدم عن الجامع الصغير التقيد بموضع السجود فينبغي ان يحمل طلاق الاصل عليه وانها اذا كانت تحت قدميه لا يكره اتفاقا اھ

ہماری طرح بساط کو جائے نماز پر محمول کیا پھر حلیہ کی پیروی کی تو فرمایا اور جامع صغیر سے گذرا کہ یہ حکم موضع سجود کے ساتھ مقید ہے تو اصل کے حکم مطلق کو اس مقید پر محمول کرنا چاہئے اور بلاشبہ تصویر اگر مصلی کے پیروں کے نیچے ہو تو نماز بالاتفاق مکروہ نہ ہوگی۔

اقول قوله وانها معطوف على قوله وانها معطوف على قوله ان يحمل داخل تحت ينبغي فهو بحث منه بناء على ما حمل عليه كلام الاصل وقد علمت ما فيه بل تكره في المصلى مطلقا وان كانت تحت القدم وما في الدرر وغيره لا يكره لو كانت تحت قدميه او محل جلوسه لانها مهانة اھ۔ مخصوص بغير السجادة بدليل الدليل وقد نقلوا قاطبة عن الاصل لاطلاق المرسل في المصلى وما عللوا به شامل لكل صورة كما لا يخفى نعم في بساط غيره لا يكره اذ صلى عليه ولم يسجد عليها وان لم تكن تحت قدمه بل ولو كانت

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول صاحب بحر کا قول اور بلاشبہ تصویر ان کے قول اصل کے حکم مطلق اس پر مقید پر محمول کرنا چاہیئے پر باقی ہے تو یہ کلام ایسا ہونا چاہیئے کے تحت داخل ہے اور یہ ان کی طرف ایک بحث ہے اور اس کلام میں جو بات وہ جان چکے بلکہ نماز مطلقا مکروہ ہوگی اگرچہ تصویر پیروں کے نیچے ہو اور درر وغیرہ میں جو یہ ہے کہ نماز مکروہ نہ ہوگی جبکہ تصویر نمازی کے پیروں کے نیچے ہو یا اس کے بیٹھنے کی جگہ پر ہو اس لئے کہ اس صورت میں تصویر کی توہین ہوتی ہے اور یہ حکم جائے نماز کے سوا بساط کے ساتھ دلیل مذکور کی دلیل کے سبب مخصوص ہے اور تمام علماء نے کتاب الاصل سے جائے نماز میں اطلاق کراہت کا حکم مطلق نقل کیا اور انہوں نے اس مسئلے کی جو تعلیل فرمائی ہے وہ ہر صورت کو شامل ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہاں جائے نماز کے سوا کسی بساط

اما مه لوجود الاهانة مطلقًا مع عدم التعظيم بوجه قال فی الحلیة" نقلا عن شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لا یکره ان یصلی دون وسادة علیها تصاویر۔

میں نماز مکروہ نہ ہوگی جب کہ اس پر نماز پڑھے اور تصویر پر سجدہ نہ کرے اگرچہ تصویر ان کے پیروں کے نیچے نہ ہو بلکہ اگرچہ تصویر اس کے سامنے ہو اس لئے کہ اس صورت میں مطلق تصویر کی اہانت پائی جاتی ہے اور ساتھ ہی کسی طرح تصویر کی تعظیم نہیں پائی جاتی حلیہ میں فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل کر کے فرمایا ایسے تکیے کے سامنے جس میں تصویر ہوں نماز پڑھنا مکروہ نہیں اھ۔

اقول هو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادة الصغیرة دون کبیرة تورث الصورة انتصابا کما تقدم ثم لا یخفی علیك ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ هذا المحقق لان فیه اهمال احدهما فی بعض متناولاته وفیما ذکرت اعمال کلیهما فی کمله فانظر الی کثرة الفوائد فی کلام المشائخ رحمه الله تعالی وهکذا کلامهم اذا امعن فیه انظر وساعد التوفیق من اللطیف الخبیر عز جلاله ولله الحمد۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول یہ خود جامع صغیر کی نص ہے پھر مراد تکیے سے چھوٹا تکیہ ہے نہ کہ ایسا بڑا تکیہ جو تصویر کو نصب کر دے جیسا کہ گزر چکا پھر تمہارے اوپر پوشیدہ نہیں اصل و جامع صغیر کی دونوں عبارتوں میں جس طرز سے اس فقیر نے موافقت ذکر کی اس سے وہ تطبیق اولیٰ ہے جو ان محقق نے اختیار کیا اس لئے کہ اس تطبیق میں دونوں میں سے ایک کو اس کے بعض مصداق میں چھوڑنا لازم آتا ہے اور جو میں نے ذکر کیا اس میں دونوں عبارتوں پر تمام صورتوں میں عمل ہو جاتا ہے۔ اور ائمہ کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ اس میں اچھی طرح نظر کی جائے اور اللہ لطیف وخبیر کی توفیق مساعد ہو عز جلالہ وللہ الحمد۔

ثم اقول وبہ استعین تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالیٰ بروجہ احسن ہولی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہت تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کے طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادت بت سے تشبہ ہو ولہذا جا بجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو اس کے عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے لہذا کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھکر دیکھو تو اعضار کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے۔

"لو کانت الصورة صغیرة بحیث لا تبدو للناظر لا یکرہ لان الصغار جداً لا تعبد."	تصویر اگر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو صاف نظر نہ آئے مکروہ نہیں کہ بہت چھوٹی تصویریں پوجی نہیں جاتیں۔
فتح القدیر میں ہے۔ فلیس لہا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت۔	تو ایسی تصویر بت کے حکم میں نہیں ہے تو گھر میں مکروہ وممنوع نہیں ہے۔

اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ بن یمان ونعمان بن مقرن عبداللہ بن عباس وابوہریرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال نبی علیہ السلام سے اثار مروی ومذکور ہیں بینہا فی الحلیہ اس کو حلیہ میں بیان فرمایا۔ سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اس کی عبادت نہیں ہوتی اور بھویں اور آنکھیں مٹا دینا کافی نہیں نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کو تبیین وبحر میں ہے۔

مقطوعة الراس لا تکرہ لانہا لا تعبد بدون الراس عادة ولا اعتبار بازالة الحاجبین او العینین لانہما تعبد بدونہما.	سرکٹی تصویر مکروہ نہیں اس لئے کہ تصویر بے سر کی عبادت نہیں ہوتی اور دونوں بھویں یا آنکھیں اڑا دینے سے کراہت ختم نہ ہوگی اسلئے کہ ان دونوں کے بغیر بھی عبادت ہوتی ہے

ہدایہ میں فرمایا۔

ممحوالراس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الراس۔ | سر بریدہ مجسمہ نہیں اس لئے کہ اس کی عبادت نہیں ہوتی۔

عنایہ میں ہے۔

انہ لایعبد بلا رأس فکان کالجمادات۔ | مجسمہ بلا سر پوجا نہیں جاتا تو وہ جمادات کے حکم میں ہے۔

خلاصہ وفتح وحلیہ وبحر میں ہے۔

"واللفظ لہ لا اعتبار بقطع الیدین او الرجلین اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف التردید ولفظ المحقق لو قطع یدیہا ورجلیہا لا ترتفع الکراھۃ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد۔" | دونوں ہاتھ یا دونوں پیر کاٹ دینے کا اعتبار نہیں یعنی اس صورت میں کراہت بدستور رہے گی۔

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا۔

لانہا لا تعبد فانتفی التشبۃ الذی ھو سبب الکراھۃ۔ | اس لئے کہ سر بریدہ تصویر پوجی نہیں جاتی تو تشبہ منتفی ہوگیا اور وہی سبب کراہت ہے۔

(۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ یا دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولہا یا انگیٹھی نماز میں سامنے ہو تو مکروہ کہ مجوس اس کو پوجتے ہیں عنایہ میں بعد عبارت مذکور آنفا ہے۔

فصار کالصلوۃ الی شمع او سراج فی انہما لا یعبدان ویکرہ لو کان بین یدیہ کانون فیہ جمر | تو سر بریدہ تصویر شمع اور چراغ کے مثل ہے اس لئے کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور اگر نمازی کے سامنے انگیٹھی ہو جس میں انگارے

اونار موقدة۔

یا جلتی ہوئی آگ ہو مکروہ ہے۔

فتح میں زیر مسئلہ شمع ہے۔

لانهم لا يعبدونه بل الضرام جمرًا ونارًا۔

اس لئے کہ وہ موم بتی کو نہیں پوجتے بلکہ انگاروں یا آگ کو پوجتے ہیں۔

تبیین الحقائق وبحر الرائق میں ہے۔

قال رحمه الله تعالى اوشمع او سراج لانهما لا يعبدان والكراهة باعتبارها وانما يعبدها المجوس اذا كانت في الكانون وفيها الجمر او في التنور فلا يكره التوجه اليها على غير ذالك الوجه۔

اس لئے موم بتی یا چراغ کے سامنے نماز مکروہ نہیں اس لئے کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت اس کے اعتبار سے ہے اور مجوس آگ کی عبادت اسی وقت کرتے ہیں جب انگیٹھی یا تنور میں ہو تو آگ کا سامنے ہونا اسی صورت میں مکروہ ہوگا۔

انا اقول البحر تبع التبيين في قوله والكراهة باعتبارها فرجع الى الصواب۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول۔ میں کہتا ہوں بحر الرائق نے تبیین الحقائق کا اتباع کیا اپنے اس قول میں کراہت باعتبار نماز کے ہے تو انہوں نے قول صواب کی طرف رجوع فرمایا۔

کافی میں ہے۔

ان قطع الراس فلا باس به لانه لا يعبد بلا راس ولهذا الوصلى الى تنور او كانون فيه نار كره لانه يشبه عبادتها والى قنديل او شمع او سراج لا لعدم التشبه۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ سربریدہ پوجی نہیں جاتی اور کراہت باعتبار عبادت ہے لہذا انگیٹھی یا تنور میں آگ ہو اور اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے۔

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے۔

من توجه فی صلاته الی تنور فیه نار تتوقد او کانون فیه نار یکره ولو توجه الی قندیل او الی سراج لم یکره۔

قندیل، موم بتی اور چراغ کی طرف التفات سے مکروہ نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ تشبہ عبادت نہیں ہے۔

فتاوی امام اجل قاضی خاں میں ہے۔

یکره ان یصلی وبین یدیه تنور او کانون فیه نار موقدة لانه یشبه عبادة النار وان کان بین یدیه سراج او قندیل لایکره لانه لایشبه عبادة النار۔

نماز مکروہ ہوگی جب کہ نمازی کے سامنے تنور یا انگیٹھی اس میں جلتی ہوئی آگ ہو اس لئے کہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے اور اگر نمازی کے سامنے چراغ یا موم بتی ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ آگ کی عبادت کے مشابہ نہیں ہے۔

اسی طرح اس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے۔

اقول هذه نصوص الائمة الاجلة تسقط مافی القنیة ان المجوس یعبد من الجمر لا النار الموقدة اه وان تبعه فی الدر والتمرتاشی ثم السید ابو السعود الازهری ثم السید الطحطاوی فی حاشیة الملتقی والدر ولفظه لان المجوس لایعبدون اللهب بل الجمر ثم الزاهدی نفسه اظهر ضعفه اذ قال بعده حتی قیل لا تکره

یہ جلیل القدر ائمہ کے نصوص ہیں قنیہ کا کا یہ کلام کہ مجوس انگارے پوجتے ہیں نہ جلتی آگ کو ساقط ہوگیا اھ اگرچہ در مختار تمرتاشی نے اس کا اتباع کیا پھر سید ابو سعید ازہری پھر سید طحطاوی حاشیہ مراقی اور در مختار میں اسی پر چلے اور اس کے لفظ یہ ہیں اس لئے کہ مجوس آگ کی لپٹ کو نہیں پوجتے ہیں بلکہ انگارے کو پوجتے ہیں پھر زاہدی از خود اس کے قول کے ضعف کو ظاہر کیا اس لئے کہ اس نے قنیہ کے گذشتہ

الی النار الموقدۃ۔

عبارت کے بعد یہ کہا یہاں کہا گیا ہے نماز جلتی آگ کے سامنے مکروہ نہیں ہے۔

اقول ان کان صحیحا انھم لا یعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لا تشتمل علیہ الاقریب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولا جمر ثمہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اگر یہ بات صحیح ہے مجوس جلتی آگ کو نہیں پوجتے تو اس قول کو قیل (کہا گیا سے تعبیر کا کیا مطلب) مگر یہ کہا جائے کہ جلتی آگ کم ایسا ہوتا ہے کہ انگاروں سے خالی ہو اور اس میں بحث ہے بلکہ ختم ہونے کے قریب ہی انگاروں پر مشتمل ہوتی ہے پھر کبھی جلتی آگ گھاس پھوس کی ہوتی ہے اور اس میں انگارے نہیں ہوتے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مصحف شریف (۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔

کما فی الکتب الثلثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لا یعبدان وباعتبارھا ثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیم وقد امرنا بہ۔

اس کا بھی مفاد ایک ہی ہے۔ امام زیلعی کے الفاظ یہ ہیں کہ تلوار وغیرہ کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت باعتبار عبادت ہے اور مصحف وقرآن کی طرف توجہ کرنا اس کی تعظیم ہے اور ہمیں اسکی تعظیم کا حکم ہوا ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اقول یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گذارش کیا۔

ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمہ تعظیم وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ الاخری فلا کراھۃ اھ فاحفظہ فانہ

بحر کی عبارت یہ ہے مصحف کا سامنے رکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ اس میں مصحف کی تعظیم ہے اور مصحف کی تعظیم اللہ کی عبادت ہے اور اسے ہلکا سمجھنا کفر ہے تو ایک عبادت دوسری عبادت میں ضم ہوگی لہذا اس میں کراہت نہیں۔

ینفعك۔

(۶) تصویر صغیر پر قیاس فرما کر مستور سے بھی نفی کراہت کی ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب بٹوے میں روپیہ یا بعض سر کی ٹوپیوں میں کہ نصاریٰ کی بنائی ہوئی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویر حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی محیط و خلاصہ و حلیہ و بحر میں ہے۔

رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لا تکرہ امامته لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدیه (وفی نسخۃ علی یدیه) وھو یصلی لا باس به لانھا مستورۃ بثیابه وکذا لو کان علی خاتمه اھ عزا فی الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید المستبین فی الخاتم تکرہ الصلاۃ معه اھ۔

کسی کے پاس تصویریں کپڑے میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ امامت کر رہا ہے اس کی امامت مکروہ نہیں اور اس کی نظیر وہ تصویر ہے جو انگوٹھی کے نقش میں ہو اور صاف معلوم نہ ہوتی ہو۔ (یعنی دونوں کا حکم عدم کراہت ہے) خلاصہ کی عبارت یہ ہے ہاتھ میں تصویریں ہیں اور نماز پڑھ رہا ہے کراہت نہیں اس لئے کہ وہ کپڑوں میں ڈھکی ہوئی ہیں اور یہی حکم انگوٹھی پر تصویر کا ہے اور بحر میں تفریق کی یعنی خلاصہ کی عبارت انگوٹھی پر تصویر کے بارے میں مطلق ہے خواہ نمایاں ہوں یا غیر نمایاں انہوں نے محیط کے قول (غیر مستبین) کے تحت فرمایا اس کا مفاد یہ ہے کہ نمایاں ہو تو نماز مکروہ ہے۔

اقول العادۃ ان الخاتم لا یکون علیھا الا غیر مستبین بل لعل الخاتم لا یحتمل الا ایاہ فقول

میں کہوں گا عادۃً انگوٹھی میں تصویر غیر نمایاں ہوتی ہے بلکہ شاید انگوٹھی میں غیر نمایاں تصویر ہی کی گنجائش ہوتی ہے تو محیط کا فرمانا کہ غیر

المحیط وھو غیر مستبین لبیان
العلة الجامعة بین نقش
الخاتم والمستور قال فی
البحر ویفید انه لا یکرہ ان
یصلی ومعه صرۃ او کیس فیه
دنانیر او دراھم فیھا صور صغار
لاستتارھا اھ واعترضه فی
النھر بان عدم الکراھة
فی الصغار غنی عن التعلیل بالا
ستتار بل مقتضاہ ثبوتھا
اذا کانت منکشفة وسیاتی انھا
لا تکرہ الصلاۃ لکن یکرہ کراھة
تنزیھة جعل الصورۃ فی البیت
بخبر ان الملئکة لا تدخل
بیتا فیه کلب او صورۃ اھ نقله
فی المنحة مقرا علیه ۔
اقول وھو کما قال وکان زیادۃ
الصغار وقع وفاقا فان المعھود
فی الدراھم والدنانیر ھی
الصغار لکن فی قوله لکن ماقد
علمت ان الصغار لا تکرہ فی
البیت ایضا کما مر تصریحه عن
الفتح وقد تظافروا علی نقل

نمایاں ہو یہ نقش انگشتری اور تصویر پوشیدہ
کے درمیان قدر مشترک کے بیان کیلئے ہے
(یعنی نظر نہ آنا دونوں میں قدر مشترک ہے)
بحر میں کہا کہ اس کا مفاد ہے اگر تھیلی میں روپے
یا پیسے ہوں جن میں چھوٹی تصویریں ہوں اور
اس تھیلی کو لیکر نماز پڑھے نماز مکروہ نہ ہوگی
اس لئے وہ چھپی ہوتی ہیں نہر میں اس پر اعتراض
کیا کہ چھوٹی تصویروں میں عدم کراہت بتانے
میں اس تعلیل کی ضرورت نہیں کہ وہ پوشیدہ
ہیں بلکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر کھلی
ہوں تو نماز مکروہ ہوگی حالانکہ نماز
مکروہ نہ ہوگی لیکن چھوٹی تصویر کا گھر میں
رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس حدیث سے کہ
ملائکہ گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر
یا کتا ہو۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول بات ایسی ہی ہے
جیسا کہ صاحب نہر نے کہی (یعنی چھوٹی تصویروں
میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ چھپی ہوئی
ہیں) اور ایسا لگتا ہے کہ لفظ چھوٹی کی زیادت
بیان واقع کے لئے ہے اس لئے کہ روپے
پیسے میں تصویر چھوٹی ہی ہوتی ہے لیکن صاحب
نہر کے استدراک میں (یعنی چھوٹی تصویر گھر

آثار فيها عن الصحابة رضي
الله تعالى عنهم وقد قدمنا
عن الامام فخر الاسلام ان
امساك الصورة على سبيل
التعظيم ظاهرًا مكروه الخ
فقيد بالظاهر فغيره لا يوثر
كراهة لا في الصلاة ولا في
الامساك قال البحر ويفيد
انه لو كان فوق الثوب الذي
فيه صورة ثوب ساتر له
لا يكره ان يصلي فيه لاستتار
ها بالثوب الآخر والله تعالى
سبحنه اعلم اه
اقول ولا قرة عين فيه لمن يمسك
التصاوير في صندوقه
للناظر فيها متى شاء فانها وان
كانت مستورة مادامت في
الصندوق لكنه يفتحه ويخر
جها فتظهر فياتي التحريم ولا
مساك لامر ممنوع كمن أمسك
امرأة ليفجر بها فهو في اثم
الفجور حين لا يفجر لان الا
عمال بالنيات نسال الله السلامة

میں رکھنا مکروہ تنزیہی بتایا) تامل ہے۔
اس لئے کہ چھوٹی تصویریں گھر میں مکروہ
بھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ فتح القدیر سے اس
کی تصریح گذری اور بکثرت علماء کرام نے
صحابہ سے اس میں آثار نقل فرمائے اور ہم
امام فخر الاسلام کا قول نقل کر چکے کہ نمایاں
صورت کو بروجہ تعظیم رکھنا مکروہ ہے تو غیر
نمایاں مکروہ نہیں نہ نماز میں نہ امساک
میں بحر میں کہا کہ محیط کی عبارت کا مفاد یہ
بھی ہے کہ اگر اس کپڑے پر جس میں تصویر
ہو کوئی اور کپڑا پڑا ہوا اس کپڑے میں نماز
مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ تصویر دوسرے کپڑے
سے چھپی ہوئی ہے۔ اللہ سبحنہ اعلم۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول مگر اس عبارت
میں اس شخص کی آنکھ کی ٹھنڈک نہیں جس نے
بکس میں تصویریں رکھی ہوں کہ جب چاہیے
انہیں دیکھ لے اس لئے کہ اگرچہ وہ چھپی ہوئی
ہیں لیکن جب وہ بکس کھول کر نکالے گا نمایاں
ہوگی لہذا تحریم کا حکم ہوگا اور ممنوع چیز
کو رکھنا بھی منع ہے جیسے کہ کوئی عورت کو
بدی کے لئے روک لے تو اس پر بدی
کا گناہ ہوگا اگرچہ وہ بدی نہ کر رہا ہو اور
اعمال کا اعتبار نیت سے ہے اللہ محفوظ رکھے

بل لوامسکہا ولم یقصد النظر فیہا متی شاء کان فیہ حفظ ما فیہ الفساد فکان کامساک آلۃ اللہو لمن لا یضرب قال الامام الاجل قاضی خاں فی فتاواہ لو امسک شیئا من ھذہ المعازف و الملاھی یکرہ ویاثم وان کان لا یستعملہا لان امساک ھذہ الاشیاء یکون للھو عادۃ اھ۔

بلکہ اگر ان تصویروں کو یونہی بلا ارادہ نظر رکھے جب بھی اس میں امر ممنوع کی حفاظت ہے تو یہ آلہ موسیقی رکھنے کے مثل ہوا اس کے حق میں ـــــــــــــ جو اسے نہیں بجاتا ہے امام قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا اگر آلات لہو و طرب میں سے کوئی چیز رکھے تو مکروہ ہے اور وہ شخص گناہ گار ہے اگرچہ استعمال نہ کرے اس لئے کہ ان چیزوں کا رکھنا عادۃً لہو کیلئے ہوتا ہے۔ اھ۔

(۷) چاند سورج ستاروں درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان کی تصویروں کی عبادت نہیں کرتے سومنا اگرچہ معبد قمر تھا۔ سوم یعنی مالک مگر اس میں بت تھا جیسے صورت از روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے۔

ان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لا تمثالہ اھ۔

اگر کہیں کہ شمس، قمر، ستارے اور ہرا درخت بھی پوجا گیا یعنی ان کی تصویر بھی مکروہ ہونا چاہئے ہم کہیں گے ان کے عین کو پوجا گیا مجسمہ یا تصویر کو نہیں۔

اقول وبہ ظہر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ما عبد من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اور اس سے ملا قاری کی بحث کا بطلان ظاہر ہوا جو انہوں نے مرقاۃ میں کی ہے اس کی پوجا کی اللہ کے سوا ہے اگرچہ وہ چیزیں جمادات سے ہوں

يحرم تصويره اه بل يخالف
لاطلاقات جميع كتب المذاهب
متونا وشروحا وفتاوى
والله الموفق هذا ثم قال
العلامة الكاكى نقلى هذا
ينبغي ان يكره استقبال عين
هذا الاشيا قال الشامي اى
لانها عين ما عبد بخلاف
ما لو صورها واستقبل صورتها
اه۔

اقول تفريع عجيب وبحث غريب
فالمسافرون فى القفار و البحار
ربما لا يجدون ملجاء من
استقبال الشمس فى العصر و القمر
فيها اوفى المغرب اوفى العشاء
ولا محيد لهم عن استقبال
الكواكب فى العشاء واين يهرب
المصلى فى الغياض

جیسے کہ سورج اور چاند تو چاہیئے کہ اس کی
تصویر حرام ہو بلکہ تمام کتب مذاہب کے اطلاق
کے مخالف باعتبار متن اور شرح اور فتاویٰ کے
اور اللہ تعالیٰ توفیق دے اس کی پھر علامہ
کاکی نے درایہ شرح ہدایہ میں کہا کہ اس جواب
کی بنیاد پر یہ چاہیئے کہ ان اشیاء کی طرف
منہ کرنا مکروہ ہو شامی نے کہا یعنی اس
لئے کہ ان اشیاء کے عین کو پوجا گیا برخلاف
اس کے ان چیزوں کی تصویر بنا کر ان کی
طرف مونہہ کرے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول عجیب بحث ہے
اس لئے کہ بیابانوں اور سمندروں میں
مسافروں کو بسا اوقات عصر میں استقبال
شمس سے اور استقبال قمر سے عصر یا مغرب
یا عشاء میں نیز عشاء میں استقبال کواکب
سے مفر نہیں ہونا چاہیے اور نمازی نخلستانوں
یا باغوں میں ہرے پیڑ سے بچکر کہاں
جائے گا۔

عن استقبال شجرة خضراء بل
ربما لا يجد له سترة غيرها فليلجأ
اليها بحكم الشرع روى الامام
احمد وابو داؤد عن المقداد بن الاسود
رضى الله تعالى عنه قال ما رايت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله
على حاجبه الايسر والايمن و
لا يصمد له صمدا ثم ان النبى
صلى الله عليه وسلم انما نهى
عن الصلوة حين تشرق الشمس
وحين تستوى وحين تتدلى
للغروب ولم يقيده بكونها
قبالة المصلى بل اينما كانت
ولو وراء ظهره ولو فى غيم
غليظ وعلله بانها تكون اذ
ذاك بين قرنى الشيطان لا بانها
عبدت من دون الرحمن
ولعل شدة بعدها والقمر والنجوم
تغنى عن السترة فلابى داؤد عن ابن
عباس رضى الله تعالى عنهما
قال قال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم اذا صلى احدكم
الى غير سترة فانه يقطع صلاته
الكلب والحمار والخنزير واليهود

بلکہ کبھی ہرے پیڑ کے سوا کوئی سترہ نہیں ہوگا
تو بحکم شرع اس کی طرف منہ کریگا۔ اور امام
احمد اور ابو داؤد نے مقداد بن اسود سے روایت کی
کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو جب کبھی لکڑی یا ستون یا پیڑ کی طرف نماز
پڑھتے دیکھا۔ تو اس طرح کہ اس کو اپنی داہنی
یا بائیں بھوں کی سیدھ پر رکھتے تھے اور
ٹھیک اس کی سیدھ میں نہیں کھڑے ہوتے
تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جب
سورج طلوع ہوا اور جب بیچ آسمان میں ہو
اور جب غروب کے لئے ڈھلے نماز سے منع
فرمایا اور یہ قید نہیں لگاتی ہے کہ سورج
نمازی کے سامنے ہو بلکہ جہاں کہیں ہو اگرچہ
پیٹھ کے پیچھے ہو اگرچہ گھنے بادل میں ہو اور
وجہ یہ بتائی کہ ان اوقات میں سورج شیطان
کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے اور یہ وجہ
نہ بتائی کہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کی گئی
ہے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ معبود
ماسوی اللہ ہیں تو سامنے نہ ہونا چاہیئے تو
اس کا چاند ستاروں کا غایت بعد میں
ہونا سترہ سے بے نیاز کرتا ہے (یعنی غایت
بعد قائم مقام سترہ کے ہے) اس لئے کہ
ابو داؤد نے ابن عباس سے روایت کی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں

والمجوسی والمرأۃ ویجزی عنہ اذمروابین یدیہ علی قدفۃ بحجر وللطحاوی یکفیک اذا کانوا منک قدر رمیۃ وفی صلاۃ الھندیۃ عن التتارخانیۃ ان کانت القبور وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلوۃ ویمر انسان لایکرہ فھھنا ایضا لا یکرہ اھ۔

سے کوئی اگر سترہ کی طرف نماز نہ پڑھے تو گدھا کتا خنزیر مجوسی اور عورت اس کی نماز کو قطع کر دیں گے۔ اور اس سے پھینکے ہوئے پتھر کی دوری پر گذریں تو سترہ کی ضرورت نہیں طحاوی کی روایت میں ہے تجھے کافی ہے جب اتنی دوری پر ہوں جہاں تک تیر پہونچے اور ہندیہ کے کتاب الصلوۃ میں تتارخانیہ سے ہے اگر نمازی کے پیچھے قبریں ہوں تو کراہت نہیں اس لئے کہ اگر قبروں اور نمازی کے درمیان اتنی دوری ہو کہ اگر نماز میں ہوا ور آدمی گذرے تو مکروہ نہیں تو یہاں بھی مکروہ نہیں۔

اما الشجر فاقول کونھم عبدوا نوعاً اوشخصا من الشجر یستلزم کراھۃ الاستقبال الی ذالک النوع اوالشخص بخصوصہ لاالی کل شجرۃ ولیس ذالک مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسہ من دون نظر الی کونہ صورۃ ماعبد وہ اولا کما سیاتی تحقیقہ انشاء اللہ تعالی بخلاف الاعیان فلایعتبر فیھا الجنس بل خصوص ما عبد علی وجہ عبد الاتری

رہا درخت تو میں کہتا ہوں مشرکین کا درختوں میں سے کسی قسم کو یا بعینہ کسی درخت کو پوجنا اس بات کا مستلزم ہے کہ پیڑ اس قسم یا خاص کسی پیڑ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہو نہ یہ کہ ہر پیڑ کی طرف منہ کرنا مکروہ ٹھہرے اور یہ معاملہ اس تصویر جیسا نہیں اس لئے کہ ممانعت کا حکم نفس تصویر سے متعلق ہے اور یہاں اس بات کا لحاظ نہیں کہ وہ تصویر معبودان مشرکین کی ہے یا نہیں جیسا کہ عنقریب اس کی تحقیق آتی ہے انشاء اللہ یہ حکم برخلاف معین اشیاء کے ہے اس لئے کہ ان میں جنس کا اعتبار نہیں ہے بلکہ خاص اس شئی

الی ما مر من الفرق بین تنور فیہ نار و بین شمع و سراج او لاتری ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یستر فی صلاتہ براحلتہ و لم یمنعہ عن ذالک کونہا من جنس الحیوان الذی یعبد منہ المشرکون نوع البقر و عبد واشخص عجل السامری اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا و فی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ وکذ الدابۃ واختلفوا فی القائم اھ و فیہ وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل فیجعل الدابۃ بینہ و بین المصلی فتصیر ھی سترۃ فیمر اھ فالذی تحرر بما تقرر کراھۃ استقبال خصوص حیوان او شجر خص یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا او شخصا فذالک المنخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط

کا اعتبار ہے جیسے مشرکین نے پوجا ہو بلحاظ اس حالت کے جس پر اس کی عبادت کی گئی کیا تم نہیں دیکھتے اس فرق کو جو تندور میں جلتی ہوئی آگ موم بتی اور چراغ کے درمیان ہے (تندور کی طرف جس میں آگ جل رہی ہو منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور موم بتی اور چراغ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ نہیں) کیا تم نہیں جانتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنی سواری کو سترہ بنا لیتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات سے اس امر نے باز نہ رکھا کہ وہ سواری اس حیوان کی جنس سے ہے جس کی نوع بقر (گائے) کو مشرکین پوجتے ہوں اور سامری کے مشخص بچھڑے کی پوجا کی امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری کو آڑ بناتے تھے تو اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اور فتح القدیر میں ہے اگر نمازی بیٹھے ہوئے کی پشت کی آڑ لے تو شرعاً اس کا سترہ ہو جائیگا اور سواری کا بھی یہی حکم ہے اور کھڑے ہوئے شخص کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اھ اور اسی فتح القدیر اور عالمگیری میں نہایہ سے ہے کہ علماء نے فرمایا سواری پر گزرنے کے لئے حیلہ یہ ہے کہ وہ اتر کر سواری کو مصلی کے سامنے کر دے تو سواری

ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یوثم المار ھذا ما ظھر لی وارجوان یکون صوابا انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سترہ ہو جائیگی اب یہ شخص گذر جائے اھ تقریرات سابقہ سے متحقق ہوا وہ یہ ہے کہ خاص اس حیوان یا سرسبز درخت جس کو مشرکین پوجتے ہوں مصلی کے حق اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہو اگر وہ نوع ہو تو مکروہ وہی نوع ٹھہرے گی اور اگر وہ شئی معین ہو تو مکروہ وہی شئی معین ٹھہریگی ۔ اور وہی شئی بعینہ مکروہ ہوگی نہ اس قسم کی دوسری شرط کراہت یہ ہے کہ اس شئی اور نمازی کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جہاں سے مصلی کے سامنے گزرنے والا گنہگار ٹھہرتا ہے اور یہ وہ ہے جو مجھے انشکار ہوا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ درست ہو انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

اس میں تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کے لئے اس شئی کا جنس ما یعبد المشرکون سے ہونا ضروری ہے اقول اب یہاں سے متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں اوّل ۔ اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام اور اس سے نماز بھی مکروہ حالانکہ ان سب کی عبادت نہیں کرتے اس کا منشا کیا ہے وہ جو گذرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی یہاں بدرجہ اولیٰ وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی اگر کہیے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع وجہ کراہت ہوا اور ذی روح غیر معبود کی تصویر کیوں حرام وموجب کراہت ٹھہری ۔ دوم سر بریدہ وچہرہ محو کردہ کو استثنا فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی

امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں تو ان کیا باقی بدن بھی اگر ہوا ور سر نہ ہو تو کون مانع ہے بلکہ مراد نفی عبادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں تبیین الحقائق وبحر الرائق سے گزرا لانہا لا تعبد بدون الراس عادۃ۔ اس لئے کہ عادۃ بغیر سر کی نہیں پوجتے۔ اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھویں آنکھیں مٹا دینے پر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت مخل منع ہے اگر کہئیے بے سر و چہرہ حیات نہیں رہتی۔ اور ان اعضا کے بغیر ممکن ہے ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادت عبادت پر ہذا خلف حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃ معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو۔ سوم:۔ سر بریدہ واطراف بریدہ میں تو موت وحیات سے فرق کر لیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیا فرق ہے قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃ عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثنا ہو گئی اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیات بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دیئے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی پہلو رکھ سکتا ہے اور دست و پا کاٹ دینا صریح اہانت ہے۔ چہارم:۔ کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکری کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملائکہ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں اور نہ ان کی تصویروں کو اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود ان کی معبودۂ باطلہ ہے اور باندھنا بالفرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں اگر کہیئے گائے کا رکھنا دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں ضرورت حاجت، منفعت، زینت، گائے اگر درجۂ سوم میں ہے۔ لوگ تصویر کو درجہ چہارم رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی مع ہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں

مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا
ہو کر اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سماں نظر آئے گا نعمت الٰہی کی
یاد ہو گی ان بندگان خدا کی طرح دین کے لئے جانفشانی کا شوق پیدا ہو گا الیٰ غیر ذالک من
المصالح حالانکہ ان تینوں سے بھی اس کا رکھنا حرام و ناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں
مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع
ہو جائیں اور تمام مسائل منع و اجازت اس پر منطبق آئیں فاقول وباللہ التوفیق یہاں
مناط منع نہ صورت کی عبادت ہوتا ہے نہ ذوالصورۃ کی نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی نہ
اس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے ان میں سے کسی
وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع لتمّ بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے
جیسا کہ محقق نے فتح میں ارشارہ فرمایا حیث قال کما تقدم لیس لھا حکم الوثن
فلا تکرہ فی البیت ۔ ولہذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر
بت نہیں بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ
کے لئے مرآت ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے پر ہو یا عکسی
اس معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں اور بت اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ
اس کے معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملائکہ کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام اسی قدر سے بحمد اللہ سب سوال حل ہو گئے ۔ تصویر کو اب حیوانی نہیں کہ معنی
بت میں ہو اور تصویر ہر انسان و حیوان اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت
میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے سوال اول حل ہوا تو رصورت حیوانی ہی نہیں
اور کائے ہے مگر خود مخلوق رب العزت نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرآت ملاحظہ ہونے کو
بنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہو تو یہ بھی معنی بت میں نہیں سوال چہارم حل ہوا پھر صورت
حیوانی کہا جاتا اور اس کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے اگر
چہرہ نہیں تو اسے صورت حیوانی نہ کہا جائیگا اس پر ایک تو امین الوحی جبرئیل علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیات درخت پر ہو جائیں دوسرے
ابو ہریرہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جس کے سر نہیں وہ صورت نہیں ۔

تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ۔

اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق آدم علی صورتہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلھا واعدلھا واصحھا واجملھا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالیٰ ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ اھ ۔

اگر تم سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے چہرہ بچے (یعنی چہرہ پر نہ مارے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں تین اقوال نقل کئے ان میں سب سے بہتر واضح یہ قول ہے کہ یہاں اللہ کی صورت کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ صورت اللہ سے نسبت رکھتی ہے اور جو شئی عظیم سے نسبت رکھے وہ عظیم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ اضافت یہاں تشریف کے لئے ہے جیسے بیت اللہ (اللہ کا گھر) میں اور ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) میں کعبہ مکرمہ کو اپنا گھر کہا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی اونٹنی فرمایا اظہار عظمت کے لئے اسی طرح آدم علیہ السلام کی صورت کو اظہار عظمت کے لئے اپنی صورت کہا ورنہ اللہ تعالیٰ صورت سے اور صفات حوادث سے منزہ ہے اھ مع توضیح ۔

تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصود فرمایا اور مرآۃ ملاحظہ ہونے کا وجود لھذا ماس پر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گا کہ میں اسے پہونچانتا ہوں اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن ہو ولھذا اگر عورت نے اپنا منہ کھولکر گواہوں کو دکھایا اور کہا میں لیلیٰ بنت زید ہوں اور کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اس پر گواہی دینا جائز ہے اور افضل اس کی

زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلاحاجت نہیں کہ منہ دیکھ کر انھیں خود شناخت ہو گئی وہ اسے دیکھ کر جا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر منہ کھولکر نہ دکھایا تو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ یہ فلاں عورت ہے عالمگیری میں ہے

لو کشفت المرأۃ وجھہا وقالت انا فلانۃ بنت فلان لا یحتاجون الی شھود المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاھدین یشھدان انھا کانت فلانۃ بنت فلان واذا لم تسفر وجھہا وشھد شاھد ان انھا فلانۃ بنت فلان لم یحل لھما ان یشھد ابداً ـ

عورت نے اپنا چہرہ کھولکر کہا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں گواہان شناخت کی حاجت نہیں پھر اگر مر گئی تو اب دو گواہوں کی حاجت ہو گی جو یہ گواہی دیں کہ فلانہ بنت فلاں تھی اور اگر چہرہ نہ کھولا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ فلانہ بنت فلاں ہے انھیں یہ گواہی دینا حلال نہیں یعنی عورت کے اس اقرار پر کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں ہاں یہ جائز ہے کہ یہ گواہی دیں ـ

یعنی علی اقرار فلانۃ اما یجوز ان یشھد ان امرأۃ اقرت بکذا او شھد عندنا شاھد ان انھا فلانۃ بنت فلان ھکذا فی الملتقط ـ

کہ کسی عورت نے یہ اقرار کیا اور ہمارے پاس دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلانہ بنت فلاں ہے ـ

اسی میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے

اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشھادۃ علی المرأۃ اذا کانت منتقبۃ بعض مشایخنا قالوا لا یصح التحمل علیھا بدون رؤیۃ

علما نے نقاب پوش عورت کے اقرار پر شہادت کے جواز میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ بغیر چہرہ دیکھے گواہی دینا جائز نہیں اور بعض نے توسیع کیا اور فرمایا کہ

وجهها وبعض مشايخنا توسعوا في هذا وقالوا يصح عند التعريف وتعريف الواحد يكفي والمثنى احوط والى هذا امال الشيخ الامام المعروف بخواهرزاده الى القول الاول مال الشيخ الامام شمس الاسلام الاوزجندي والشيخ الامام ظهير الدين وضرب من المعقول يدل على هذا فانا اجمعنا على انه يجوز النظر الى وجهها لتحمل الشهادة اھ قلت فقد اجمعوا على حصول المعرفة برؤية الوجه حتى جاز التحمل اجماعا على عدمها بعدمها حتى لم يجز التحمل عند قوم اصلا واحتيج الى التعريف عند آخرين۔

پہنچان کرادی جائے تو صحیح ہے اور ایک کا پہچان کرادینا کافی ہے اور دو کا پہچان کرادینا احوط ہے اس میں زیادہ احتیاط ہے، اور اسی قول کی طرف خواہرزادہ نے میلان کیا اور قول اول کی طرف شمس الاسلام اوزجندی اور شیخ امام ظہیر الدین گئے ہیں۔ میں کہوں گا تو تمام علماء نے چہرہ دیکھنے سے حصول معرفت پر اجماع کیا۔ یہانتک کہ بالاجماع چہرہ دیکھکر گواہی دینا جائز ٹھہری اور اسی طرح نہ دیکھنے کی صورت میں معرفت حاصل نہ ہونے پر اتفاق کیا یہاں تک کہ بعض کے نزدیک مطلقاً گواہی جائز نہ ہوئی اور بعض کے نزدیک پہچان کرانے کی حاجت ہوئی۔

مقاصد اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کے لئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اس پر راضی نہ ہونگے نہ اپنے مقصود کو مفید جانیںگے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ سینہ بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ تصوروں میں بکثرت دائر وسائر اور سکہ کی تصویروں سے ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اس پر شاہد کہ اس کا بنانا یادگار ہی کے لئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد

سے مراد معنیٰ بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اس کا ذوالصورۃ نہ وہ اس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کیلئے عادۃ لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں صرف اس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کے لئے مرآۃ ملاحظ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعاً یہ سب تصویریں معنیٰ بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا نصب کرنا چوکھٹوں میں رکھکر دیوار پر لگانا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شئی پر اس کا منقوش کرنا۔ اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوارگیروں پر انسان یا حیوان کے چہرہ لگانا یا پانی کے نل کے منہ پر یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ نبوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز وحرام ومانع دخول ملائکہ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس مکان میں نماز یقیناً مکروہ پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدآدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کرکے ان کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت حاشا ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کیا تھا ہے جن میں صرف قطع راس ومحو وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضا کا ان پر قیاس ہرگز نہ روایۃ منقول نہ درایۃ مقبول لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنیٰ بت میں نہ رہی اور دست وپا بریدہ ناجائز ہوئے کہ معنیٰ بت میں باقی سوال دوم حل ہوا اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مرآۃ ملاحظ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظ نہیں یوہیں مستور کہ وہ بھی خود ملاحظ سے مہجور مرآۃ ملاحظ ہونا تو درکنار اور معنیٰ بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ ان آلہہ مزعومہ باطلہ کے مرآۃ ملاحظ ہوں تو یہاں بھی وہ معنیٰ مفقود سوال سوم حل ہوا۔

وللہ الحمد حمداً کثیراً طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰنا والہ وصحبہ ابداً ھکذا	اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے حمد کثیر طیب مبارک ایسی حمد جو ہمارے رب کو چاہے اور پسند فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ درود بھیجے ہمارے سردار وآقا پر اور انکے آل واصحاب پر ایسے ہی تحقیق

ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی
التوفیق وقد کان یختلج فی قلبی
الکلام علیہ منذ زمان وکنت ارجو
ان یفتح اللہ تعالیٰ بالحق فھذا
ان یسرہ المولیٰ سبحنہ وتعالیٰ ولہ
الحمد اقول وبہ انفصل وللہ الحمد
خلاف نقلہ القھستانی عن المحیط
فی اتخاذ الراس ونقلہ عنہ فی
رد المحتار ولم یذکروا فیہ
ترجیحا فثبت بحمد اللہ تعالیٰ
ترجیح المنع۔ اقول ثم لا یذھبن
عنک المراد بالاتخاذ الاقتناء
کما فی قول القھستانی بعدہ باسطر
یکرہ اتخاذ الصور فی البیوت ثم
قولہ بعدہ لا یکرہ اتخاذھا
ان صغرت اما اصطناعہ فلا
یجوز بحال وان صرح علماؤنا
بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع
من فضۃ لمقطوعھا فان الفرق
بین ما ذکروا وبین اتخاذ الراس
مما لا یخفی علی بلید فضلا عن
عاقل واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا ولی ہے
اور میرے دل میں اس موضوع پر یہ کلام ایک
زمانے سے کھنچ آرہا تھا اور میں امید رکھتا تھا
کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کو کھول دے تو یہ وہ
جو اللہ سبحنہ تعالیٰ نے میسر فرمایا اور اسی کے لئے
حمد ہے اقول اور اس تقریر سے وہ خلاف منفصل
ہوگیا جو قہستانی نے نقل کیا محیط سے سر کی تصویر
رکھنے میں اور اسے رد المحتار میں قہستانی سے نقل
فرمایا اور اس مسئلہ میں علماء نے ترجیح کا ذکر نہ
فرمایا تو بحمد اللہ تعالیٰ ممنوع ہونے کی ترجیح
ثابت ہوگئی اقول پھر تمہارے ذہن سے یہ بات
نہ نکل جائے کہ مراد لفظ اتخاذ (رکھنا) سے تصور
کا استعمال ہے جیسا کہ قہستانی کے گذشتہ قول
کے چند سطر بعد ہے کہ گھروں میں تصویروں
کو رکھنا مکروہ وناجائز ہے پھر اس کے بعد
قہستانی کا یہ قول ہے تصویروں کو رکھنا مکروہ
نہیں اگر وہ چھوٹی ہوں مگر جاندار کی تصویر
بنانا بہر حال ناجائز ہے اگرچہ ہمارے علماء
نے چاندی سے ناک، دانت، اور انگلی
کے جواز کی تصریح فرمائی اس پیکر کے لئے
جسکے یہ اعضاء کٹے ہوئے ہوں ہاں اس لئے کہ ان
اشیاء کے درمیان جو علماء نے ذکر کئیں اور
سر کے رکھنے کے درمیان فرق، بے وقوف پر
بھی پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ عاقل پر پوشیدہ
ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول باللہ التوفیق ایک اور نکتہ بدلیعہ ہے جس پر تنبہ لازم یہاں چار صورتیں ہیں اول
تصویر کی توہین مثلاً فرش پاانداز میں ہو کہ اس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع
ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے کما فی الحلیۃ و البحر وغیرہما دوم
جس چیز پر تصویر ہو اسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب
سے جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب
مال اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی احتیاط سے رکھا جاتا یہ بحال ضرورت جائز ہے
جس طرح روپے میں تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلنا نہیں اور اس پر
سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں والضرورت تبیح المحظورات یوہیں اسٹامپ کی تصویریں
اور ڈاک کے ٹکٹ اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی ہوں کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہو کر دیکھنے
سے تفصیل اعضاء ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی کہ اس کے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے اس کی تصویریں
ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ
سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہے عنایہ سے
گزرا نحن امرنا باہانتہا تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لاسکے
چاقو وغیرہ پر جو تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں مگر بڑی ہوں تو انھیں مٹادے
یا کاغذ وغیرہ لگادے ورنہ مکروہ ہے یہ بھی اس وقت کہ رکھنے والے کو اس شی سے کام
ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔ سوم۔ ترک اہانت بوجہ تصویر ہی
مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہاں زینت و آرائش کے خیال سے دیواروں
پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی
کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم و قابل احترام نہ مانا چہارم صرف ترک اہانت نہ
ہو بلکہ بامقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا اسے تعظیماً بوسہ دینا
سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قیام
کرنا اسے دیکھکر سر جھکانا وغیر ذالک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً
اجماعاً اشد حرام و سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی ہے۔ ایک ہی قدم پیچھے
ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستورہ
یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ

عظیمہ میں نہ کوئی تقید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اس کی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہو تو اس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صورت مذکورہ سوال بھی صورت چہارم ہے کہ اسے تبرک کے طور پر رکھنا اس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عز وجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادۃً اس حالت میں اس کیساتھ وہی افعال تعظیم بجا لائینگے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے نسأل اللہ السلامۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پر نور سید الاسیاد امام الافراد واہب المراد باذن الجواد غوث الاقطاب والاوتاد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اس حرکت سے خوش ہونگے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہونگے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ ہدایت و استقامت بخشے آمین۔ واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ و کان تصنیفہا فی النصف الاول من شہر النور والسرور شہر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیہا عطایا القدیر فی حکم التصویر وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ وسلم واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

جس کے ذریعہ وقت کی الجھی ہوئی شخصی سماجی معاشرتی گتھیاں فقہ اسلامی کی روشنی میں حل کی جاتی ہیں ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں سوالات کے شافی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ فتووں کی کثرت اور دارالافتاء کی مصروفیت کو دیکھتے ہوئے اسٹاف میں اضافہ کیا گیا ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات اس کی امداد و اعانت کی طرف توجہ دیں۔

ماہنامہ سنی دنیا بریلی

مرکز اہلسنت و جماعت کا بے باک و نڈر ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت کا ناشر و مبلغ فکری، اصلاحی ادبی تحقیقی اور معاشرتی مضامین کا مرقع، روح کو تازگی بخشنے والا امت مسلمہ میں بیداری پیدا کرنے والا، بین الاقوامی شخصیات کے قلمی شہ پاروں سے آراستہ و مزین ہر ماہ پابندی اوقات سے نکل رہا ہے۔ سنی دنیا کی سرپرستی قبول کریں اور دوسروں کو ممبر بنائیں تاکہ آپ کے تعاون و مشورہ سے مسلک امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جاسکے۔ سنی دنیا کو ہر سنی کے گھر میں پہنچایئے۔

مکتبہ سنی دنیا بریلی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ اور دیگر علماء اہلسنت کی تصنیفات کے لئے اس ادارہ کی طرف رجوع کریں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ترجمہ قرآن کنزالایمان فتاوی رضویہ شریف الدولۃ المکیۃ، حسام الحرمین اور بعض دیگر نادر و نایاب رسائل یہاں دستیاب ہیں آپ کے عقیدے اور عمل کی اصلاح و حفاظت کے لئے ان کتب کا آپ کے گھر میں ہونا اشد ضروری ہے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ۸۲ سوداگران بریلی شریف

زیر نگرانی

محمد عسجد رضا خاں